سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2017

بدھ، 14-جون 2017

(یوم الاربعاء، 18-رمضان المبارک 1438ھ)

سولہویں اسمبلی: تیسواں اجلاس

جلد 30: شمارہ 9

483

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ14۔جون2017

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

عام بحث

ضمنی بجٹ برائے سال17-2016پر عام بحث

485

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا تیسواں اجلاس

بدھ، 14۔جون 2017

(یوم الاربعاء، 18۔رمضان المبارک 1438ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 45 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

سَبِّحِ اسۡمَ رَبِّکَ الۡاَعۡلَی ۝١ الَّذِیۡ خَلَقَ فَسَوّٰی ۝٢ وَ الَّذِیۡ قَدَّرَ
فَهَدٰی ۝٣ وَ الَّذِیۡۤ اَخۡرَجَ الۡمَرۡعٰی ۝٤ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحۡوٰی ۝٥
سَنُقۡرِئُکَ فَلَا تَنۡسٰۤی ۝٦ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ یَعۡلَمُ الۡجَهۡرَ
وَ مَا یَخۡفٰی ۝٧ وَ نُیَسِّرُکَ لِلۡیُسۡرٰی ۝٨ فَذَکِّرۡ اِنۡ نَّفَعَتِ الذِّکۡرٰی ۝٩

سورۃ الأعلی 1 تا 9

(اے پیغمبر) اپنے پروردگار جلیل الشان کے نام کی تسبیح کرو (1) جس نے (انسان کو) بنایا پھر (اس کے اعضاء کو) درست کیا (2) اور جس نے (اس کا) اندازہ ٹھہرایا (پھر اُس کو) رستہ بتایا (3) اور جس نے چارہ اُگایا (4) پھر اس کو سیاہ رنگ کا کوڑا کر دیا (5) ہم تمہیں پڑھا دیں گے کہ تم فراموش نہ کرو گے (6) مگر جو اللہ چاہے۔ وہ کھلی بات کو بھی جانتا ہے اور چھپی کو بھی (7) ہم تم کو آسان طریقے کی توفیق دیں گے (8) سو جہاں تک نصیحت (کے) نافع (ہونے کی امید) ہو نصیحت کرتے رہو (9)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

اے رسول امیں خاتم المرسلین
تجھ سا کوئی تجھ سا کوئی نہیں
ہے عقیدہ یہ اپنا بصدق و یقیں
تجھ سا کوئی تجھ سا کوئی نہیں
دست قدرت نے ایسا بنایا تجھے
جملہ اوصاف سے خود سجایا تجھے
اے ازل کے حسیں اے ابد کے
حسیں
تجھ سا کوئی تجھ سا کوئی نہیں
تیرا سکہ رواں کل جہاں میں ہوا
اس زمیں میں ہوا آسماں میں ہوا
کیا عرب کیا عجم سب زیر نگیں
تجھ سا کوئی تجھ سا کوئی نہیں

سرکاری کارروائی

بحث

ضمنی بجٹ برائے سال 17-2016 پر عام بحث

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب ہم ضمنی بجٹ برائے سال 17-2016 پر عام بحث کرتے ہیں آخر میں محترمہ وزیر خزانہ بحث کو wind up کریں گی۔ جی، میاں محمود الرشید! کون بات کریں گے؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اپوزیشن کی طرف سے جناب محمد شعیب صدیقی ضمنی بجٹ پر بحث کا آغاز کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جناب محمد شعیب صدیقی!

جناب محمد شعیب صدیقی:

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

امابعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

ایاک نعبد وایاک نستعین۔

اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔

جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے ضمنی بجٹ 17-2016 پر بات کرنے کا موقع دیا۔ سنا تو یہ تھا کہ سالانہ امتحان میں جس کی compart آتی ہے اسے ضمنی امتحان دینا پڑتا ہے۔ مجھے یہی لگتا ہے کہ (ن) لیگ کی گورنمنٹ ہر سال سالانہ بجٹ دینے میں فیل ہو جاتی ہے اور اس کے بعد یہ اپنا ضمنی بجٹ پیش کر دیتی ہے۔ یہ بالکل اسی طرح ہی ہے جس طرح پاناما کے اندر یہ دو پرچوں میں فیل ہوئے اور جے آئی ٹی میں ان کے تین پیپرز گئے۔ آج وہی جے آئی ٹی ہے جس پر یہ مٹھائیاں بانٹ رہے تھے اور جب وہاں پر بحث کا آغاز ہوا تو تمام لوگ ان کی جان کو رو رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں ضمنی بجٹ کا آغاز ان اشعار کے ساتھ کروں گا:

غمِ زیست سے بے زار ہیں میرے وطن کے لوگ
مہنگائی کا شکار ہیں میرے وطن کے لوگ
ہیں منتظر کبھی تو بدلے گا یہ نظام
تا عمر انتظار میں ہیں میرے وطن کے لوگ

جناب سپیکر! اگر ضمنی بجٹ کا حجم چھوٹا ہوتا اور یہ ضروری اخراجات کے لئے پیش کیا جاتا ہے تو بہت اچھی بات تھی لیکن یہاں تو ایک کھرب 68۔ارب 68 کروڑ 19 لاکھ 5 ہزار روپے کا ضمنی بجٹ پیش کیا جا رہا ہے جو کہ نہایت افسوس کا مقام ہے۔ اس ضمنی بجٹ میں لگتا ہے کہ یہ الیکشن کی تیاری، اپنے اللے تللے اخراجات، ایسے اخراجات جو آئندہ مالی سال کے فنڈز کے لئے رکھے جا سکتے تھے انہوں نے وہ نہیں رکھے اور بجٹ کے اندر اس کو ضمنی بجٹ میں ڈال دیا۔

جناب سپیکر! میں ایک جائزہ برائے بجٹ 17-2016 تمام معزز ممبران جو اس وقت ایوان میں موجود ہیں ان کے لئے رکھوں گا جس کو سن کر وہ ضرور حیران ہوں گے۔ آپ نے بجٹ والے دن جو ہمیں کتابیں دیں، جو وائٹ پیپر دیا میں اس کے اوپر ذرا طائرانہ نظر ڈال دوں۔ وائٹ پیپر کے صفحہ نمبر 10 پر وزیر اعلیٰ خادم اعلیٰ پنجاب جنہیں عوام کا بڑا خیال ہے، عوام کے دکھوں کے لئے، ان کے مسائل کے حل کے لئے دن رات ایک کئے ہوئے ہیں، انہیں نیند نہیں آتی جب تک عوام کے مسائل حل نہ ہوں ان کے سیکرٹریٹ کے لئے 42 کروڑ 38 لاکھ روپے سے زائد کی رقم رکھی گئی اور خرچ 72 کروڑ 19 لاکھ کئے گئے۔ یعنی بجٹ سے ہٹ کر وہ خادم اعلیٰ پنجاب جس نے اپنے سیکرٹریٹ کے اوپر 30 کروڑ سے زائد رقم لگا دی اگر یہی 30 کروڑ روپیہ آپ رمضان package میں لوگوں کو دے دیتے تو انہیں فائدہ ہوتا۔ آپ رمضان بازاروں کے اندر جو کروڑوں روپے کے اشتہارات لگا رہے ہیں اس کی بجائے لوگوں کو ریلیف دے دیتے۔

جناب سپیکر! میں زراعت کے بارے میں بات کروں گا۔ کہا جاتا ہے کہ پنجاب ایگریکلچر لینڈ ہے، ہمارا صوبہ زرعی صوبہ ہے اور اس کی زراعت پوری دنیا کے اندر جاتی ہے اس کے لئے 48۔ارب روپے سے زائد کی رقم رکھی گئی لیکن صرف 34۔ارب خرچ کئے جا سکے۔ 12۔ارب روپے اس ایگریکلچر کے اوپر جو ہمارے صوبے کی base ہے، یہاں پر 80 فیصد وہ ممبران موجود ہیں جن کی

baseایگریکلچر ہے اور آپ اس کے اوپر12۔ارب روپے خرچ ہی نہیں کرسکے۔یہ خادم اعلیٰ پنجاب کی گڈ گورننس ہے۔اس کے بعد مواصلات وتعمیرات کے لئے107۔ارب روپے سے زائد رکھے گئے لیکن خرچ136۔ارب روپے سے زائد کر دیئے گئے یعنی29۔ارب روپے زائد خرچ کئے گئے۔یہ کسی اور ہیڈ سے کاٹی گئی اورنج لائن ٹرین، سڑکیں، پل اور میٹرو پر پیسے خرچ کئے گئے۔ تعلیم دوست جو کہا جاتا ہے کہ پنجاب ہے،وزیراعلیٰ کی پالیسی ہے کہ یہاں پر تعلیم یافتہ لوگ ہوں اگر میرٹ سکالرشپ ملے تو وہ بھی وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف میرٹ سکالرشپ ملے،کوئی سرسید احمد خان میرٹ سکالرشپ نہیں،مولانا محمد علی جوہر کے نام پر میرٹ سکالرشپ نہیں، قائد اعظمؒ کے نام پر میرٹ سکالرشپ نہیں،ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کے نام پر میرٹ سکالرشپ نہیں لیکن اگر میرٹ سکالرشپ ہے تو صرف وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف میرٹ سکالرشپ ہے۔یہ ان کی تعلیم دوستی کا حال ہے کہ سکول ایجوکیشن میں79۔ارب69 کروڑ روپے رکھے گئے لیکن خرچ صرف71۔ارب7 کروڑ روپے خرچ کئے۔ تعلیم جس نے قوم کو بنانا تھا یہ اس پر بھی پیسے نہیں خرچ کرسکے۔انہوں نے پیسے خرچ کئے پلوں اور سڑکوں پر،اس ملک کے نوجوانوں کو تعلیم یافتہ بنانے کے لئے پیسے خرچ نہیں کئے۔ہائرایجوکیشن کے لئے 41۔ارب روپے سے زائد رکھے گئے لیکن ہائرایجوکیشن پر40۔ارب روپے خرچ ہوئے ۔ اب ہائرایجوکیشن پر ایک ارب روپیہ نہیں خرچ سکے۔ہوم ڈیپارٹمنٹ،کہا جاتا ہے کہ سیف سٹی پراجیکٹ ہوگا،عوام کا جان ومال کا تحفظ ہوگا۔126۔ارب41 کروڑ روپے رکھے گئے،کہا گیا کہ یہ عوام کا تحفظ ہوگا،ادارے عوام کے لئے اپنی خدمات وقف کریں گے لیکن5۔ارب روپیہ ڈیپارٹمنٹ کے اندر بھی خرچ نہیں کیا جاسکا۔اس اسمبلی کے باہر دھماکا ہوا،یہاں پر ہمارے پولیس افسران اور جوانوں نے شہادتیں دیں مگر اگر یہی پیسا ہوم ڈیپارٹمنٹ کے آلات اور دوسری چیزوں پر خرچ ہوتا تو شاید آج کی حالت دہشت گردی سے بہت بہتر ہوتی۔ہاؤسنگ اربن ڈویلپمنٹ اینڈ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے لئے 75۔ارب روپے مختص کئے گئے لیکن11۔ارب روپے خرچ ہی نہیں کئے جاسکے۔کوئی بھی عوامی منصوبوں پر عمل نہیں کیا جاسکا۔بات کرتے ہیں،یوتھ آفیئرز کی، انفارمیشن structures کی،لیپ ٹاپ بانٹ رہے ہیں،یوتھ کوattract کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔یہ جتنے مرضی لیپ ٹاپ دے دیں اور جو مرضی کرلیں مگر آج یوتھ ایک نئے اور روشن پاکستان کے لئے عمران خان کے فیصلوں کی تائید کرچکی

ہے۔ یوتھ کے لئے 3۔ارب روپے کی رقم مختص کی گئی لیکن یوتھ پر ایک ارب روپیہ خرچ نہیں کیا جاسکا۔اب آجاتے ہیں اقلیت پر جس کے لئے اس ایوان کے اندر بڑا بول بولا جاتا ہے کہ ہم اقلیتوں کے حقوق کی ترجمانی کرتے ہیں اور ان کے ساتھ مساوی سلوک کرتے ہیں۔ اگر آج آپ حکومتی بنچوں پر بیٹھے اقلیتی نمائندوں اور ممبران سے پوچھیں کہ ایک ارب 42 کروڑ روپے رکھے گئے لیکن ان میں سے 29 کروڑ روپے اقلیتوں پر خرچ ہی نہیں کیا گیا۔ یہ گڈ گورننس ہے کہ جو آپ کہتے ہیں کہ ہم اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ کررہے ہیں۔ یہ بہت ہی افسوس کا مقام ہے،اب محکمہ خزانہ جو بجٹ پیش کررہا ہے اور منسٹر صاحبہ یہاں پر تشریف رکھتی ہیں،خادم اعلیٰ پورے پنجاب کو لے کر چل رہے ہیں،اب بڑی تعریفیں ہوئی،بڑے نعرے مارے گئے، محکمہ خزانہ کے لئے 4 کھرب 74۔ارب روپے سے زائد کی رقم رکھی گئی لیکن 5 کھرب 27۔ارب روپے سے زائد کی رقم خرچ کی گئی۔اگر محکمہ خزانہ اپنی اہداف پر عمل نہیں کرسکتا تو صوبے کو کس طرح مقرر حد کے اندر رکھے گا؟بجٹ بنانے والے نااہل ہیں اوراستعمال کرنے والے نااہل ہیں تو عوام کا بالکل بیڑا غرق ہوجائے گا۔کم سے کم وہ لوگ جو محکمہ خزانہ کا بجٹ بنا رہے ہیں وہ تواپنے وہ اہداف مکمل کریں کہ جتنے پیسے رکھے گئے اتنے پیسے خرچ کریں۔

جناب سپیکر!جنگلات کسی ملک کی ترقی کے اندر نہایت ہی اہم کردار ادا کرتے ہیں اس محکمے کی نااہلی دیکھیں کہ ½8۔ارب روپے سے زائد کی رقم رکھی گئی لیکن 1.5۔ارب روپیہ خرچ ہی نہیں کیا جاسکا۔یہ روابط کی کمی ہے اور یہ محکمہ جنگلات کا حال ہے۔پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کا بجٹ 22۔ارب روپے سے زائد تھا لیکن اس ڈیپارٹمنٹ پر 67۔ارب روپے خرچ کردیئے گئے یعنی 45۔ارب روپے زیادہ لگادیا گیا۔کیا بجٹ بناتے وقت نہیں پتا تھا کہ ہم نے اس ڈیپارٹمنٹ کے اندر کتنے پیسے خرچ کرنے ہیں۔ ہیلتھ اینڈ میڈیکل ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ پر½1۔ارب روپے کم خرچ کیا گیا،وہ ٹیچنگ ہسپتال،وہ میڈیکل کالجز جہاں پر پیسے لگنے تھے وہاں پر آپ½1۔ارب روپے سے کم خرچ کررہے ہیں یہ ہے اس صوبے کی گڈ گورننس کی مثال اور اس صوبے کا بجٹ جو یہاں پر آج پیش کرانے جارہے ہیں۔ لٹریسی اینڈ نان فارمل ایجوکیشن کے لئے ایک ارب 94 کروڑ روپے رکھے گئے لیکن ایک ارب روپے سے زائد رقم خرچ ہی نہیں کی گئی۔لوکل گورنمنٹ پر 13۔ارب روپے مختص کئے گئے اور 28۔ارب روپے سے زائد خرچ کردیئے گئے۔لوکل گورنمنٹ کو اختیار نہیں دیئے گئے، آج آپ چیئرمین اور کونسلر کی

حالت زار تو پوچھیں کہ نہ دفاتر ہیں اور نہ اختیارات ہیں۔ پورا لاہور شہر جہاں سے میرا تعلق بھی ہے اندھیر کے اندر ڈوبا ہوا ہے۔ جو اختیارات لوکل گورنمنٹ کے نمائندے کو دینے چاہئے تھے نہیں دیئے گئے آج گالیاں نکال رہے ہوں گے، آپ نے اتنے پیسے اس پر خرچ کر دیئے۔ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ، اس ادارے میں پلاننگ نام کی کوئی چیز ہی نہیں ہے۔ 52۔ارب روپے سے زائد مختص کئے گئے لیکن 21۔ارب روپے خرچ ہی نہیں کر سکے۔ وہ 31۔ارب روپے بچا کر کون سے صوبے کی حالت زار بدلنے کے لئے جانے ہیں؟ ہمارے جنوبی پنجاب کے لوگ جو ترقی سے محروم ہیں، وہاں کی سڑکیں ٹوٹی ہوئی ہیں، جہاں پر لوگ پینے کے صاف پانی سے محروم ہیں تو کیا یہ 31۔ارب روپے جنوبی پنجاب کے اندر نہیں لگائے جا سکتے تھے؟ ایس اینڈ جی اے ڈی کہا جاتا ہے کہ ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں کے مترادف ہے۔ 22۔ارب روپے سے زائد کی رقم مختص کی گئی لیکن 64۔ارب 81 کروڑ روپے خرچ کر ڈالے۔ یہ 42۔ارب روپے اس میں اضافی خرچ کئے گئے۔

جناب سپیکر! آج یہ ضمنی بجٹ پیش کر رہے ہیں کہ آپ اس پر ٹھپہ لگا دیں۔ سپیشل ایجوکیشن، معذور بچے جو نہایت ہی قابل توجہ ہیں ان کا بجٹ استعمال ہی نہیں کیا گیا اس کے لئے 86 کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے لیکن 37 کروڑ روپے معذور بچوں پر خرچ نہیں کئے گئے تو کیا وہ انسان نہیں ہیں، کیا انہیں اس دنیا کے اندر جینے کا حق نہیں ہے؟ یہ وہ نابینے جو اپنے حق کے لئے آواز اٹھاتے رہے آپ لوگوں نے ان پر لاٹھیاں برسائی اور تشدد کیا۔ یہ پیسے بچا کر آپ نے کس فنڈز کے اندر ڈالنے تھے؟ اگر آپ یہ انہی پر لگا دیتے تو آج ہمارے معذوروں کی حالت بہت بہتر ہوتی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! سپورٹس کے لئے 3۔ارب روپے کی رقم مختص کی گئی لیکن صرف 2۔ارب روپے خرچ کئے گئے۔ اس کے اندر سے بھی ایک ارب روپیہ بچا لیا گیا۔ ٹرانسپورٹ کے لئے 125۔ارب روپے مختص کئے گئے لیکن 67۔ارب روپے خرچ کئے گئے اور آدھے پیسے بچا لئے گئے۔ آج لاہور شہر کے اندر سپیڈو بسیں چل رہی ہیں اور کیا منطق ہے کہ 200 روپے کا کارڈ لوڈ کرائیں، یہ بھی انہوں نے ٹیکس سروس ہی بنا لی ہے اور موبائل کارڈ ہی بنا لیا ہے۔ 200 روپے کا کارڈ لوڈ کرائیں تو 170 روپے ختم اور 30 روپے بچیں گے اس کے بعد اگر ایک گھر کے اندر 5 یا 10 لوگ ہیں تو تمام کارڈ خریدیں گے اور تمام کارڈوں پر پیسے کٹیں گے۔ آپ اس پر ٹیکس لے رہے ہیں اور آپریٹر خالی بسیں چلاتے پھر رہے ہیں اور

آپ ان کو فی کلومیٹر پیسے دے رہے ہیں، یہ عوام کے ٹیکسوں کے پیسے ہیں۔ آپ نے اقلیتیں دیکھ لیں، معذور دیکھ لئے، ہیلتھ دیکھ لی، ایجوکیشن دیکھ لی اور اب وومن ڈویلپمنٹ دیکھ لیں کہ ان کے لئے 85 کروڑ روپے رکھے گئے لیکن 61 کروڑ روپے خرچ کئے گئے، جو خواتین کی ترقی کے دعوے کرتے تھے وہ دھرے کے دھرے رہ گئے۔ یہ ایک چھوٹا سا جائزہ ہے یہ میں نے ان کتابوں کے اندر سے دیا ہے یہ وہ وائٹ پیپر ہے جو آپ نے ہمیںprovide کیا ہے۔ یہ حکومت کا گڈ گورننس بجٹ ہے جسے آپ یہاں پر پاس کرانے کی کوشش کرتے ہیں اور آج ضمنی بجٹ پیش کر کے بھی کہتے ہیں کہ اس کو پاس کرایا جائے۔

جناب سپیکر! جو یہ بجٹ ہے اس کے لئے کہا جا رہا ہے کہ 635۔ارب روپے ADP کے لئے رکھے گئے ہیں پچھلے سال550۔ارب روپےADP کے لئے رکھے گئے تھے جس میں 363۔ارب روپے خرچ ہوئے اور 187۔ارب روپے خرچ نہیں ہو سکے جو حکومت کی نااہلی ہے کہ آپ ADP پر پیسے نہیں خرچ کر سکے۔ 1985 سے لے کر2017 تک 24سال صوبہ پنجاب میں حکومت کرنے کے دعوے دار لگاتار دسواں بجٹ پیش کر رہے ہیں۔ ان کی گڈ گورننس کا یہ حال ہے کہ ان کو اپنے ہی اداروں پر کنٹرول نہیں ہے اور اپنے ہی اداروں پر بنائے بجٹ پرutilize نہیں کر سکتے۔ جہاں پر utilize کرنا ہوتا ہے اس سے یہ آگے چلے جاتے ہیں۔ حکومت اپنے بجٹ کے اندر بری طرح ناکام ہو چکی ہے اور اب ضمنی بجٹ کے ذریعے ایوان سے یہ پاس کرانا چاہتی ہے۔ جس کی ایک ہی ترجیحات ہیں کہ لٹوتے لٹ کر باہر جاؤ بھاویں جدہ جاؤ یا بھاویں کتھے اور جاؤ، میں حکمرانوں کے لئے یہ کہنا چاہوں گا کہ:

سرکار کو درکار ہے قومی خزانہ
سرکار اپنی جیب سے خرچہ نہیں کرتے
جو لوگ ہیں عیار ضرورت سے زیادہ
وہ رقم کو اس ملک میں رکھا نہیں کرتے
ہمارے حکمرانوں کی روایت ہے پرانی
دعوے جو کیا کرتے ہیں وہ پورے نہیں
کرتے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اب میں کچھ 17-2016 ضمنی بجٹ کا بھی جائزہ پیش کروں گا۔ یہ کتاب جو بڑی محنت اور بڑی مشقت سے منسٹر صاحبہ نے بنائی تو آج میں صرف اس کے چند صفحات discuss کروں گا۔ اس کے صفحہ نمبر 4 پر ہے کہ اورنج لائن ٹرین کا مسئلہ جب عدالتوں کے اندر جاتا ہے۔ وہ لوگ جو ایک ایک مرلہ کے گھروں کے اندر رہتے ہیں جب ان کے گھروں کو مسمار کر کے ان کے گھروں کے اوپر سے اورنج لائن ٹرین گزاری جاتی ہے تو جب وہ عدالتوں کے اندر جا کر اپنی بے بسی اور غربت کا رونا روتے ہیں تو آپ لوگ وکیل hire کرتے ہیں، اٹارنی جنرل آپ کے پاس، ڈپٹی اٹارنی جنرل آپ کے پاس لیکن آپ پرائیویٹ وکیل لے کر 2 کروڑ 25 لاکھ روپیہ دے دیتے ہیں، اس طرح وکیلوں میں بانٹنے سے وہ تحریک اب جو چلنے جارہی ہے وہ نہیں رکے گی، جتنا مرضی پیسا آپ وکیلوں میں بانٹ دیں۔ آپ نے گورنمنٹ کا پیسا جو کہ پرائیویٹ وکلاء کو دے دیا ہے جبکہ سرکاری وکیل موجود تھے۔

جناب سپیکر! اسی بک میں صفحہ نمبر 33 کے اوپر چھٹی قومی خانہ مردم شماری میں 6۔ارب سے زائد کی رقم خرچ کی گئی۔ یہ تو قومی محکمہ تھا، پنجاب نے اس کے اوپر کس طرح خرچ کر دیئے، یہ تو وفاق نے اس کے اوپر خرچ کرنے تھے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد اسی ضمنی بجٹ کے صفحہ نمبر 38 سے 39 پر 29 کرولا گاڑیاں ججز کے لئے 5 کروڑ روپے میں خریدی گئیں۔ ایک کلٹس کار 20 لاکھ روپے میں لی گئی۔ 12 کرولا گاڑیاں وزیراعلیٰ کے ایڈوائزرز اور سپیشل اسسٹنٹس کے لئے لی گئیں۔ 225 کروڑ روپے کی مرسڈیز لی گئی۔ وزیراعلیٰ پروٹوکول کے لئے 225 کروڑ روپے کی گاڑیاں لی گئیں اور وزیراعلیٰ آفس کے لئے 2 کروڑ 26 لاکھ روپے اور ایک کرولا گاڑی پریس سیکرٹری برائے وزیراعلیٰ 17 لاکھ روپے کی لی گئی۔ یہ خادم اعلیٰ ہیں، یہ کہتے ہیں کہ میں صوبے کی خدمت کر رہا ہوں۔ یہ صوبے کو درس دے رہے ہیں؟ آپ کا یہ حال ہے کہ آپ کروڑوں روپیہ اپنی گاڑیوں کے اوپر لگا لیتے ہیں۔

جناب سپیکر! سیکرٹری آئی اینڈ سی فراست اقبال کو جو محکمے کا سیکرٹری ہے، بیوروکریٹ ہے، آپ اسے دس دس لاکھ روپے کی grant-in-aid دے دیتے ہیں، اس کے اندر بتائیں کہ کس غریب کو آپ نے دس لاکھ روپے کی grant-in-aid دی ہے، کس غریب کو کہا ہے کہ آپ کارڈیالوجی میں جا کر اپنے سٹنٹ ڈلوالو؟ وہاں پر تو یہ کہتے ہیں کہ ایک ایک سال آپ کا آپریشن کرنے کے لئے ٹائم نہیں ہے۔

کوئی گاڑیوں کے پیسے ان غرباء کو دے دو جو اپنا آپریشن کرا سکیں، اس عورت کے لئے بیڈ خرید دیتے جو جناح ہسپتال کے اندر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر گئی۔ یہ پیسے اپنے اللوں اور تللوں کے اوپر خرچ کئے گئے۔

جناب سپیکر! خادم اعلیٰ پنجاب وی آئی پی ایک جہاز میں پھرتے ہیں، اس کی maintenance کرواتے ہیں کہ ان کا جہاز خراب نہ ہو جائے، کبھی ترکی جانا ہے، کبھی چائنا جانا ہے، کبھی جدہ جانا ہے، اس کے بغیر ان کا گزارہ نہیں ہے۔ 13 کروڑ 52 لاکھ روپے کا خرچ وزیر اعلیٰ کی وی آئی پی maintenance جہاز کے اوپر خرچ ہو رہا ہے۔ یہ پیسا ہمارے عوام کے خون پسینے کی کمائی کا پیسا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ میں خادم اعلیٰ پنجاب ہوں۔ وہ خادم اعلیٰ پنجاب نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے بعد یو اے ای کی شخصیات یہاں پر آجاتی ہیں۔ وہ کبھی شکار کھیلنے کے لئے آتی ہیں، کبھی میاں محمد نواز شریف کو حوصلہ اور دلاسہ دینے کے لئے آتی ہیں۔ آپ ان کی سکیورٹی کے اوپر 2۔ ارب 98 کروڑ روپے خرچ کر دیتے ہیں، کیا ان کی سکیورٹی ہمارے عوام جو بازاروں کے اندر پھرتے ہوئے شہید ہو جاتے ہیں، جو بم دھماکوں کے اندر شہید ہو جاتے ہیں ان سے زیادہ اہم ہے، کیا ہمارے عوام کی جانوں کی کوئی قیمت نہیں ہے؟ باہر سے جو شہزادے آتے ہیں آپ ان کے لئے کروڑوں روپے ان کی سکیورٹی کے لئے دے دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! زرعی کانفرنس کرائی جاتی ہے۔ ایگریکلچر کا حال میں نے ابھی بتا دیا کہ جتنے پیسے رکھے گئے آپ وہ خرچ ہی نہیں کر سکے اور کانفرنس کے اوپر آپ نے 2 کروڑ 38 لاکھ روپیہ پی سی ہوٹل میں منعقد کر کے ان کسانوں کے خون پسینے کی کمائی کو جو آج بے حال ہیں اس کانفرنس کے اوپر اڑا دیا ہے۔

جناب سپیکر! انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ کی پرائیویٹ deal کے لئے 75 لاکھ روپے دیئے گئے کہ ہمارے ملک کی انڈسٹری روز بہ روز ترقی کر رہی ہے، یہاں پر انڈسٹریز میں جانے کے لئے لوگوں کی لائنیں لگی ہوئی ہیں، انڈسٹری کا یہ حال ہے کہ جو بند پڑی ہے، یہاں کی انڈسٹری شفٹ ہو چکی ہے اور اس انڈسٹری کو بچانے کے لئے آپ باہر سے وکیل لیتے ہیں اور انہیں 75 لاکھ روپیہ اس کا خرچہ دیتے ہیں۔

جناب سپیکر!کولمبو سری لنکا کے اندر آپ نے ایک آفیسر تعینات کیا اور اس کی سیر کے اوپر 10لاکھ روپے خرچ کر دیئے کہ یہ لو بیٹا جاؤ، عوام کا پیسا ہے، ہم نے بھی بہت لوٹا ہے، تم بھی لوٹو، کھاؤ، جا کر موجیں کرو، عیش کرو، شکر ہے کہ اسے سری لنکا بھیجا ہے، کہیں اور نہیں بھیج دیا۔

جناب سپیکر!خواجہ عمران نذیر وزیر صحت ہیں، دن رات صحت کے ڈیپارٹمنٹ کے لئے کام کر رہے ہیں،55لاکھ روپے کی گاڑی خریدی، اس گاڑی کا ہمیں بھی بتایئے، کرولا اٹلس تو بیس بائیس لاکھ روپے میں آرہی ہے یہ 55لاکھ روپے میں کون سی گاڑی ان کے لئے خریدی ہے؟ کیا انہیں بھی یہ کہا گیا ہے کہ آپ بھی وزیر اعلیٰ کے ساتھ پروٹوکول کریں، اچھی گاڑی ہو گی تو عوام کو بھی سہولیات اچھی ملیں گی، شاید اسی لئے انہیں یہ گاڑی دی گئی ہے۔

جناب سپیکر!سپیشل سیکٹر ریفارمز کے لئے 17لاکھ 25ہزار روپے میں ایک کرولا خریدی گئی۔

جناب سپیکر!خواتین کا عالمی دن منایا گیا، وومن ڈویلپمنٹ کے لئے دیکھتے ہیں کہ اس پر کتنے پیسے خرچ کئے گئے، آپ آدھی سے زیادہ رقم وومن ڈویلپمنٹ پر خرچ ہی نہیں کر سکے اور جب ان کا دن آیا ہے تو صرف ایک دن منانے کے لئے آپ نے 40لاکھ روپے اس کی تقریبات کے اوپر خرچ کر دیئے۔

جناب سپیکر!پی ایس ایل ہوا۔ آپ نے بڑی کوشش کی، آپ نے ٹکٹیں اپنے ایم این ایز اور ایم پی ایز کو دیں کہ کہیں سٹیڈیم کے اندر گو نواز گو کے نعرے نہ لگ جائیں۔ پوری دنیا کے اندر جگ ہنسائی ہوئی، آپ نے ان کی سکیورٹی کے لئے پولیس اہلکار تعینات کئے، ایک کروڑ روپے کا کھانا آپ نے صرف ان پولیس اہلکاروں کو کھلا دیا۔ یہ پی سی بی کا کام تھا، پی سی بی پنجاب حکومت سے جو اتنے فنڈز لے رہی ہے، وہ پیسا جو آپ نے صرف "گو نواز گو" کے نعروں سے بچنے کے لئے سکیورٹی اہلکار جو تعینات کئے تھے ان پر خرچ کر دیا کہ وہاں پر لوگ نہ پہنچیں، مگر عوام کی آواز اور حق کی آواز کو نہیں دبایا جا سکتا۔

جناب سپیکر!اسی سپلیمنٹری بک کے صفحہ نمبر148 کے اوپر میں حکومتی ممبران کی بھی توجہ چاہوں گا کہ یہ آپ کا بھی پیسا ہے، یہاں پر اللہ تعالیٰ کے بعد جناب سپیکر!آپ بھی اور ہم بھی عوام کو جوابدہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کو بھی جواب دہ ہیں، ہمیں حاکمیت اس عوام کی خدمت کرنے کے لئے دی گئی

ہے۔ قطر کا امیر ساہیوال آتا ہے تو اس کو تین بیل، تین گائے، تین اونٹ اور تین نایاب ہرن دے دیئے جاتے ہیں جن کی قیمت 50 لاکھ روپے ہے۔ اب وہ قطری شہزادے کو منانے پھر چلے گئے ہیں کہ آ جا تیری مہربانی، آکر ہمارے حق میں بیان دے دے۔ اب کچھ نہیں ہو گا، یہ چار ہرن اور بھیج دیں مگر اب عوام کے حق کا فیصلہ ہونے والا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ آپ جلد ہی دیکھیں گے۔ اس کے بعد ابو ظہبی کے شہزادے یہاں پر آجاتے ہیں، ان کو آپ دو عربی گھوڑے، دو ساہیوال نسل کی گائیں، دو اونٹ کے تحائف دے دیتے ہیں جن کی قیمت 33 لاکھ روپے ہے۔ خدارا اس غریب عوام کا کچھ تو سوچ لیں کہ آپ ان لوگوں کو ناجائز دیئے جا رہے ہیں، کبھی قطری شہزادے ہیں اور کبھی ابو ظہبی کے شہزادے ہیں۔ ترکی کے وزٹ کے لئے 40 لاکھ روپے کی ضمنی گرانٹ issue کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر! بادشاہت کا یہ عالم دیکھیں کہ بادشاہت نے یہ سوچا کہ میں تو بادشاہ ہوں، کبھی وہ مینار پاکستان پر جا کر بیٹھتا تھا، اب بادشاہت سے بادشاہی مسجد ان کو یاد آگئی تو انہوں نے کہا کہ میں بادشاہی مسجد کے اندر اجلاس کر لیتا ہوں، وہاں پر روزگار سکیم کے متعلق بات کرتا ہوں کہ بادشاہ سلامت جو کہ بادشاہی مسجد گئے اور وہاں پر انہوں نے جو روزگار سکیم کا اجلاس منعقد کیا تو 6 کروڑ اور 48 لاکھ روپے اس کے اوپر لاگت آگئی۔ یہ حال ہے بادشاہ سلامت کا۔ (شیم، شیم)

جناب سپیکر! او خدا کا گھر تو چھوڑ دیں، مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اور آپ اس مسجد کے اندر بیٹھ کر عوام کے پیسے کروڑوں روپے لوگوں میں بانٹ رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے بعد کول پاور پراجیکٹ، قادر آباد، ساہیوال، قائد اعظم سولر پاور کی افتتاحی تقریب کے اوپر 15 کروڑ روپے خرچ کئے گئے۔ پھر اس کے بعد یہ پہلے صفحہ نمبر 182 پر اور پھر صفحہ نمبر 217 پر قادر آباد پاور پلانٹ کی افتتاحی تقریب کے لئے 4 کروڑ 32 لاکھ روپے خرچ کئے گئے، آپ نے اتنے پیسے ان کول پاور پراجیکٹس، قائد اعظم سولر پاور، بھکی پاور پلانٹ، نندی پور پاور پلانٹ پر خرچ کئے تو خدا کے لئے ایک مہینے کے لئے تو آپ سحری اور افطاری پر بجلی دے دیتے، آپ کو وہ پنکھے بھول گئے ہیں جو مینار پاکستان میں جا کر اجلاس کرتے تھے، آپ نے مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کو بھی جواب دینا ہے۔ آپ افتتاحی تقریبات پر کروڑوں روپیہ لگا رہے ہیں اور آج لاہور کے اندر 12 سے 14 گھنٹوں کی

لوڈشیڈنگ ہے، جنوبی پنجاب اور دوسرے علاقوں میں جا کر دیکھیں کہ اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے بجلی نہیں آ رہی ہے۔لوگ سخت گرمی میں روزے رکھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر!فوڈ اتھارٹی کے لئے 80 لاکھ روپے کی دو گاڑیاں خریدی گئیں۔ صفحہ نمبر 196 پر میٹروپولیٹن کارپوریشن کو رمضان بازاروں کی مد میں صرف چیک کرنے کے لئے کہ وہاں پر جا کر دیکھیں کہ جتنے رمضان بازار لگے ہیں وہاں پر خادم اعلیٰ پنجاب کی فلیکسیں لگ گئی ہیں، ان کے بینر لگ گئے ہیں، صرف وہ چیک کرنے کے لئے ان کو 41 کروڑ روپے کی گاڑیاں خرید کر دے دی گئی ہیں۔(شیم شیم)

جناب سپیکر!ان رمضان بازاروں کے اندر عوام کو سہولت دی جاتی آپ نے 41 کروڑ روپیہ صرف وزیر اعلیٰ پنجاب کو رمضان بازاروں کو چیک کرنے کے لئے دے دیئے۔

جناب سپیکر!وزیر آباد بار ایسوسی ایشن کو 50 لاکھ روپے کی گرانٹ، سپریم کورٹ بار ایسوسی ایشن کو 10 کروڑ روپے کی گرانٹ، چکوال بار ایسوسی ایشن کو 15 لاکھ روپے کی گرانٹ، فیصل آباد پریس کلب کو 35 لاکھ روپے کی گرانٹ، کیا ایسی گرانٹیں دینے سے جو آج وکلاء تحریک شروع کر رہے ہیں، جو وکلاء اس ملک میں عدل و انصاف کا بول بالا چاہتے ہیں آپ ان کو دبانے کے لئے یہ کام کر رہے ہیں۔ آپ گرانٹیں بانٹ رہے ہیں کہ وکلاء باہر نہیں نکلیں گے۔ وکلاء نے اس ملک میں انصاف اور عدلیہ کی تحریک شروع کی تھی اور انشاء اللہ یہی وکلاء جب اس ملک میں دوبارہ انصاف کے بول بالا کے لئے تحریک شروع کریں گے، آپ چاہے گرانٹیں ڈبل کر دیں مگر حق اور سچ کی آواز کو نہیں دبایا جا سکے گا۔

جناب سپیکر!صفحہ نمبر 222 پر سندر رائیونڈ روڈ کے لئے 16 کروڑ روپے کے اخراجات کئے گئے، وزیر اعلیٰ کا گھر بھی اسی جاتی امراء روڈ کے اوپر ہے۔

جناب سپیکر!صفحہ نمبر 300 پر ترکش اور چائنی زبانیں سکھانے کے لئے 24 کروڑ روپے خرچ کر سکے۔ یہ حال ہے، اپنی مادری زبان پر تو عبور نہیں ہے لیکن آپ ترکش اور چائنیز زبانیں سکھا رہے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب محمد شعیب صدیقی! Wind up کریں۔

جناب محمد شعیب صدیقی: جناب سپیکر! بس تھوڑی دیر میں اپنی بات مکمل کرتا ہوں۔ صفحہ 300 پر ہے کہ ایمبیسی کالج بیجنگ چائنا کے اندر ہے اس کے لئے 32 لاکھ روپے کے 25 کمپیوٹر خریدے گئے۔ کیا چائنا

کے اندر جو بیجنگ کالج ہے اس کا خرچہ بھی ہم نے اٹھانا ہے۔ آپ نے چائنیز کو آدھا ملک تو دے دیا ہے انہیں کہتے کہ وہ اپنے لئے کمپیوٹر ہی خرید لیتے۔ اس کے بعد Flower Festival گریٹر اقبال پارک جس کی پوری دنیا کے اندر بڑی مشہوری ہے اس کی inauguration پر حمزہ شہباز مہمان خصوصی تھے جن کے پاس پنجاب گورنمنٹ کا کوئی عہدہ نہیں ہے اور اس کی افتتاحی تقریب پر 5 کروڑ 21 لاکھ روپے خرچ کر دیئے گئے۔ اورنج لائن ٹرین کے حوالے سے چائنیز کی سکیورٹی پر 27 کروڑ روپے کے اخراجات کئے گئے۔ گورنر ہاؤس مری کی تزئین و آرائش کے لئے 41 کروڑ روپے خرچ کئے گئے۔ یہ تمام رقم مالی سال 2016-17 میں رکھی جا سکتی تھی مگر آپ نے نہیں رکھی اور اب ضمنی بجٹ میں پیش کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب محمد شعیب صدیقی صاحب! آپ کا بہت شکریہ

جناب محمد شعیب صدیقی: جناب سپیکر! آخری بات، میں اس شعر سے اپنی بات ختم کرنا چاہوں گا کہ:

عوام کو حکومت سے شکایت پہلے بھی تھی اب بھی ہے
ہر کام میں صدر کی ہدایت پہلے بھی تھی اب بھی ہے
وزیر خوشحال ہیں سارے غریبوں کی کچھ حالت نہیں
ہم کو اس سسٹم سے بغاوت پہلے بھی تھی اب بھی ہے
جمہوری حکومت بھی بے گناہوں کو مرنے سے بچا نہ سکی
پاکستان پر امریکی حملوں کی لعنت پہلے بھی تھی اب بھی ہے
ہمارے ملک میں قانون صرف اور صرف غریبوں کے لئے ہے
آئین توڑ کے بھی مشرف کو راحت پہلے بھی تھی اب بھی ہے
آئی ایم ایف سے قرضہ لے کے بھی کچھ ہاتھ نہ آیا ہمارے
لنگڑی معیشت کی ابتر حالت پہلے بھی تھی اب بھی ہے

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ آپ نے شعر نہیں بلکہ پوری نظم ہی پڑھ دی ہے۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد سبطین خان!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، محترمہ سعدیہ سہیل رانا!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب احمد خان بھچر!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ حکومتی بنچز سے بھی دو تین ممبران کو بلائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میں ایسے ہی کر رہا ہوں۔ جناب علی اصغر منڈا!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے ساڈی واری وی تسیں لے لیو کی آوازیں)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پتا چلے گا کہ ضمنی بجٹ پر کیسے بولتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ تحسین فواد!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ میاں محمد رفیق!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں ایک شعر آپ کی نذر کرتا ہوں۔

ہم ہیں مشتاق اور وہ ہیں بے زار
الہٰی یہ ماجرا کیا ہے

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر! میاں صاحب! مکرر، مکرر۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پچھلے روز دی طرح میرا ٹائم شعر اں وچ ضائع کرانا اے؟

ہم ہیں مشتاق اور وہ ہیں بے زار
الہٰی یہ ماجرا کیا ہے

جناب سپیکر! ہم اصل بجٹ کے موقع پر بھی مبارک دے چکے ہیں کہ متوازن بجٹ ہے، کوئی ٹیکس نہیں ہے، ٹیکس فری بجٹ ہے، اس کی وزیر اعلیٰ، وزیر خزانہ، ان کی ٹیم اور سب کو بھی مبارک۔

معزز ممبران حزب اختلاف: جناب سپیکر! اپوزیشن لیڈر کو بھی مبارک۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! جی، اپوزیشن لیڈر کو بھی مبارک۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم نے applied budget دیکھنا ہے۔ ٹھیک ہے کہ جہاں جہاں منصوبہ جات بنیں گے وہاں کی ضروریات پوری ہوں گی، کسی کو، ہر کسی کو تو سہولیات میسر آجائیں گی اس کی بھی مبارک۔ جن کو یہ سہولتیں پہنچ جائیں گی ان کو بھی مبارک لیکن ہم نے تو applied budget دیکھنا ہے کہ بجٹ کے بعد کے اثرات کیا ہوں گے؟ کیا اس وقت کوئی نیا ٹیکس نہیں ہے؟ اگر نہیں لگے گا تو اچھی بات ہے اگر لگے گا تو پھر جو ٹیکس فری کی بات ہو

رہی ہے وہ تو نامناسب رہے گی۔ محترمہ وزیر خزانہ !ذرا توجہ فرمایئے کہ اصل بات یہ ہے کہ جہاں جہاں منصوبہ جات مکمل ہوتے ہیں ان منصوبہ جات کی estimation ان کی equitation، پھر خزانے سے بل کا نکلنا یعنی کوئی جگہ ایسی نہیں ہے جہاں پر کمیشن مافیا موجود نہ ہو، کسی کی رقم ہی نہیں نکلتی حتیٰ کہ اساتذہ کی بھی نہیں نکلتی۔ شہروں میں، تحصیلوں میں ضلع میں حتیٰ کہ یہاں ہیڈ کوارٹر میں بھی کمیشن کا ایک منظم مافیا ہے جو بجٹ کے اثرات کو کھا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کو دو تین مثالیں دینا چاہوں گا پہلے تو پانی کی مثال ہے اس پر توجہ فرمایئے کہ ایک جرنیل نے ہمارے دریا بیچ دیئے دوسرے جرنیل نے ہمارے ڈیمز freeze کر دیئے تیسرے جرنیل نے ہندوستان کو آزادی دے دی کہ بھلے جتنے مرضی ڈیم بناتے چلے جاؤ اور وہ بناتا چلا جا رہا ہے، اس نے ہمارے دریاؤں پر قبضہ کر لیا ہے اور پانی کم ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر! واٹر الاؤنس کہیں کم ہے اور کہیں زیادہ ہے۔ میرے علاقے میں 1.50 کیوسک فی ہزار ایکڑ واٹر الاؤنس ہے جو سب سے کم ہے۔ ہمارا اپنا بھی 2.82 کیوسک فی ہزار ایکڑ ہے اور پنجاب کے اندر 5/4 کیوسک، ڈیرہ غازی خان میں 8 اور 9 کیوسک فی ہزار ایکڑ ہے اور سندھ میں 15 سے لے کر 20 کیوسک فی ہزار ایکڑ تک پانی موجود ہے لیکن وہ پھر بھی شور مچاتے ہیں۔ نہری پانی کی کمی سے کاشتکار کیا کرے گا؟ کیا بوئے گا، کیا کاٹے گا اور کیا کھائے گا؟ یہ ٹھیک ہے کہ سبسڈی کسان کو ایک سہارا دے رہی ہے لیکن سبسڈی بھی دراصل مافیا کے پاس جاتی ہے لیکن بوجھ تو قومی خزانے پر ہے۔ کاشتکار کو تھوڑا سا relief ملتا ہے، رمضان بازار میں عوام کو relief ملتا ہے اور قیمتوں کو برقرار رکھنے کے لئے بھی آسانی پیدا ہوئی ہے لیکن سبسڈی قومی خزانے پر بوجھ ہے اور سبسڈی کا اصل فیض وہی مافیا اٹھاتا ہے اور مہنگائی کا مافیا ہی اس سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کو ایک گڈ گورننس اور ترجیحات کی مثال دیتا ہوں کہ میرے حلقے میں پی ایس لنک کینال 65-1964 میں ہیڈ تریموں سے نکال کر ہیڈ سدھنائی میں ڈالی گئی۔ اس نے تین اضلاع کی تین تحصیلوں کو واٹر لاگ کر دیا ہے، نیسپاک کی رپورٹ ہے کہ 80 ہزار ایکڑ زرعی اراضی جو ہڑ بن چکی ہے اس پر وزیر اعلیٰ کی مہربانی سے ڈائریکٹو جاری ہوا کہ اس کی لائننگ کی جائے مگر اس میں سیاسی مافیا، کمیشن مافیا اور محکمہ جات کا مافیا بیچ میں آ گیا اور ان لوگوں نے اس کی feasibility رپورٹ

کے برعکس نیسپاک سے ڈرین کا PC-I بنوا لیا حالانکہ 2004 میں ایک محکمے نے اربوں روپے لگا کر ٹیوب ویل اور اس کے ساتھ ڈرین مکمل کر کے hand over کیا تھا۔اس وقت 53سے54 ہزار ایکڑ waterlogged area تھا لیکن وہ بھی ناکام ہوا اور آج 80ہزار ایکڑ پر waterlogged ہے۔

جناب سپیکر! اب دیکھنا یہ ہے کہ جو سکیم ٹیوب ویل اور ڈرین کے ساتھ ناکام رہی اب اکیلی ڈرینوں کے ساتھ کیسے کامیاب ہو جائے گی۔ میں اس پر متعدد بار اسمبلی کے اندر بھی احتجاج کر چکا ہوں کہ 2.5۔ارب روپے پر ڈاکا ہے اور اس میں کمیشن مافیا، سیاسی مافیا اور محکمے کا مافیا جڑا ہوا ہے۔ اس پر انکوائری ہونی چاہئے اس پر ایک sitting ہونی چاہئے، اس پر ایک میٹنگ ہونی چاہئے جس میں ہمیں بھی بلایا جائے اور دیکھا جائے کہ خالی ڈرینیں water logging کیسے ختم کر سکتی ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے گڈ گورننس کی ایک نادر مثال پیش کر رہا ہوں کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بچے سقے جو چم دیاں چار رہے ہیں ان لوگوں نے ٹیوب ویل اور food grow more ایریا پر بہت پہلے زمینیں الاٹ کرائیں اب زمین الاٹ کرنا اور حقوق ملکیت دینا محکمہ مال اور کلکٹر کی ذمہ داری ہے اور اس کا اختیار ہے لیکن انہوں نے جب یہ دیکھا کہ Collector سے ہمیں حقوق ملکیت نہیں مل سکتے تو انہوں نے عدالتوں سے لے لئے، کیا یہ عدالتوں کا اختیار ہے کہ وہ حقوق ملکیت دیں؟ اس پر appeal ہو گئی اور کیس ہائی کورٹ چلا گیا۔وہاں پر بھی بحث نہ ہوئی، اس کیس کو روک لیا گیا، اب deal ہو گئی ہو گی، کیس کو دوبارہ ٹوبہ ٹیک سنگھ بھیج دیا گیا اور عدالت نے اسی deed کو پھر بحال رکھا ہے۔ محکمہ مال اور ریونیو بورڈ کے افسران ڈر کے مارے آنکھیں بند کر کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ وہ اپنا اختیار کیوں استعمال نہیں کر رہے؟ اب سوال یہ اُٹھتا ہے کہ کیا زمینوں کی حقوق ملکیت کا اختیار عدالتوں کو دینا ہے یا یہ اختیار محکمہ مال نے استعمال کرنا ہے؟

جناب سپیکر! میں آپ سے بھی توقع رکھتا ہوں، وزیراعلیٰ سے درخواست کرتا ہوں، ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ سے بھی appeal کرتا ہوں کہ اس issue کو دیکھنا چاہئے کہ آیا عدالتیں حقوق ملکیت دیں گی یا ریونیو بورڈ اور Collector کا یہ اختیار رہے گا؟

جناب سپیکر! اب میں صاف پانی کے حوالے سے بات کروں گا۔ سوال یہ ہے کہ صاف پانی کی ضرورت کیوں پڑ گئی اور ہیپاٹائٹس کا مرض کیوں اتنا زیادہ پھیل گیا ہے؟ اس کی وجہ polluted

pollution پانی untreated کا فیکٹریوں اور صنعتوں ہماری میں پانی زمینی اور پانی نہری ۔ ہے water اور بیماریوں کا باعث بن رہا ہے۔ دریاؤں اور نہروں میں فیکٹریوں کا untreated اور آلودہ پانی آتا ہے، وہی پانی ہم لوگ پیتے ہیں اور اسی پانی سے زمینوں کو سیراب کیا جاتا ہے۔ اس سے سبزیاں، چارہ اور دوسری فصلیں پیدا ہوتی ہیں اور ہم یہی زہر آلود اجناس کھاتے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ لوگوں کو صاف پانی مہیا ہونا چاہئے حکومت کی طرف سے ہیپاٹائٹس کے مریضوں کے علاج کے لئے جو اعلان ہوا ہے اس پر بھی عملدرآمد ہونا چاہئے لیکن اس کے اسباب کی روک تھام انتہائی ضروری ہے۔ فیکٹریوں کا آلودہ اور untreated پانی دریاؤں اور نہروں میں جانے سے روکا جائے۔ صنعتوں اور فیکٹریوں کے لئے یہ لازمی ہے کہ وہ اپنے آلودہ پانی کو treat کرنے کے لئے treatment plant لگائیں۔ فیکٹری مالکان اپنے treatment plants نہیں لگاتے اور یہی زہر آلود پانی ہمیں پینا اور استعمال کرنا پڑتا ہے تو متعلقہ محکموں کو اس کی روک تھام کرنی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! ایک منٹ میں wind up کر لیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں wind up سے پہلے ایک نہایت ہی اہم issue پر بات کروں گا۔ وزیر اعلیٰ کا وژن "پڑھو پنجاب بڑھو پنجاب" لائق تحسین ہے لیکن یہاں پر دو نظام تعلیم نافذ ہیں۔ ایک نظام تعلیم حکمران طبقہ پیدا کرتا ہے اور دوسرا نظام تعلیم محکوم طبقہ پیدا کرتا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ وزیر اعلیٰ کے وژن کی وجہ سے پڑھا لکھا طبقہ زیادہ پیدا ہو گا لیکن ان کو روزگار کہاں سے دینا ہے؟ بے روزگاری تو پہلے ہی انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ پرائیویٹ سیکٹر میں کوئی انوسٹمنٹ نہیں ہے۔ سب کا پیسا باہر گیا ہوا ہے، ملک میں پیسا ہو گا تو پھر ہی کوئی invest کرے گا اور انوسٹمنٹ ہو گی تو بے روزگاروں کو روزگار ملے گا۔

جناب سپیکر! میں بڑے افسوس کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ آج کل تو ہم ہر چیز باہر سے منگوا رہے ہیں۔ ہم سبزیاں، فروٹ اور سپیئر پارٹس باہر سے منگواتے ہیں۔ ہم ملائشیا، کوریا، چین، جاپان، ترکی، ایران اور جرمنی سے مختلف اشیاء منگواتے ہیں۔ پاکستان کا المیہ یہ ہے کہ جس کے پاس سرمایہ ہے وہ اپنا سرمایہ باہر لے جاتا ہے اور جس کے پاس دماغ ہے وہ خود باہر چلا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! تشریف رکھیں۔ محترمہ فاطمہ ثریا!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ملک احمد سعید خان!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ راجہ محمد اویس خان!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد عارف عباسی!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ڈاکٹر نوشین حامد!

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! موجودہ حکومت نے اپنی پرانی روایت کے مطابق غیر ترقیاتی اخراجات میں overspending کو برقرار رکھا ہے۔ یہ overspending سال 17-2016 میں 168 بلین روپے یعنی 21 فیصد کے قریب پہنچ چکی ہے جبکہ ہمارا estimated running expenditure 0.9 trillion تھا۔ ہم capacity نہ ہونے کی وجہ سے ایک دفعہ پھر اپنے بجٹ کو پوری طرح سے utilize نہیں کر سکے اور 168 بلین روپے کا اضافی بوجھ ضمنی بجٹ کی صورت میں قوم پر ڈال دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! محترمہ وزیر خزانہ نے سال 2016 میں بھی 154 بلین روپے کا ضمنی بجٹ پیش کیا تھا اور اس سال یہ مزید بڑھ گیا ہے۔ اس سال کے current expenditure کو دیکھتے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ اگلے سال یہ 200 بلین روپے کا ضمنی بجٹ پیش کریں گے۔ یہ اپنی capacity کو کیوں build نہیں کر رہے؟

جناب سپیکر! اس پوری ضمنی بجٹ کی کتاب کے اندر مجھے کوئی ایسا expenditure نظر نہیں آیا جو کہ فوری طور پر کرنا ضروری تھا۔ ضمنی بجٹ تب لیا جاتا ہے جب کوئی ایمرجنسی create ہو جائے یا کوئی unforeseen event ہو جائے۔ اس ضمنی بجٹ میں کوئی بھی ایسی چیز مجھے نظر نہیں آئی۔ صاف نظر آتا ہے کہ یہ ان کی نااہلیت ہے اور یہ دیکھ نہیں سکے کہ کون کون سے اخراجات سامنے آسکتے ہیں۔ اس ضمنی بجٹ میں بہت سے غیر ضروری اخراجات ڈالے گئے ہیں۔ تقریباً ہر محکمہ ایک بلین کی overspending دکھا رہا ہے۔ اس overspending میں محکمہ پولیس، ایجوکیشن، ہیلتھ سروسز، فشریز، میوزیم، انڈسٹریز، مواصلات، ہاؤسنگ، آبپاشی اور دوسرے سب محکمہ جات شامل ہیں۔

جناب سپیکر! افسوس اس بات کا ہے کہ یہ سب وہ محکمہ جات ہیں جو کہ اپنا ڈویلپمنٹ بجٹ پوری طرح سے utilize نہیں کر سکے اور ان کا ڈویلپمنٹ بجٹ بہت حد تک unspent رہ گیا ہے مگر نان ڈویلپمنٹ بجٹ کے لئے ان محکمہ جات نے extra funds مانگے اور یہ ضمنی بجٹ کی صورت میں ہمارے سامنے ہیں۔ یہ تقریباً ساری overspending تنخواہوں، different perks, allowances,

T.A/D.A, maintenance, rent اور اسی قسم کی دوسری مدات میں کی گئی ہے جو کہ کسی طرح بھی ضمنی بجٹ کی definition کے زمرے میں نہیں آتی۔

جناب سپیکر! میں example دینے کے لئے دو چار چیزوں کو touch کروں گی۔ ڈولفن فورس کے لئے 600 موٹر سائیکلیں خریدی گئی ہیں۔ مجھے بتائیں کہ ڈولفن سکواڈ کیا کام کر رہا ہے سوائے اس کے کہ سڑکوں کے اُوپر سمارٹ سی وردی کے اندر dressed ہو کر لڑکے موٹر بائیک پر پھر رہے ہوتے ہیں؟

جناب سپیکر! میں نہیں سمجھتی کہ ان کی وجہ سے crime rate میں one percent کی بھی کمی آئی ہے۔ اگر سڑک پر کوئی ٹریفک کا issue پیدا ہو جائے اور ان سے کہا جائے کہ آپ موٹر بائیک سے اُتر کر اس کو درست کریں تو کہتے ہیں کہ یہ ہماری duty میں نہیں آتا۔ وہ پاس کھڑے ہو کر ٹریفک جام کو دیکھتے رہتے ہیں لیکن اس کو رواں کرنے کے لئے کوشش نہیں کرتے تو پھر اس ڈولفن فورس کا مقصد کیا ہے؟ ہمیں بتایا جائے کہ ضمنی بجٹ میں ان کے حوالے سے اتنا بڑا expense ڈالا گیا ہے تو وہ کام کیا کرتے ہیں؟ یہ وہی موٹر سائیکلیں ہیں کہ جن کے بارے میں پچھلے دنوں ہم نے اخبارات میں پڑھا کہ بارش میں پڑی ہوئی یہ موٹر سائیکلیں خراب ہوتی رہی ہیں اور ان کو کوئی سنبھالنے والا نہیں تھا۔ کیا یہ موٹر سائیکلیں اس لئے ضمنی بجٹ میں خریدی گئی ہیں کہ بارش میں پڑی پڑی برباد ہو جائیں؟

جناب سپیکر! اس کے علاوہ پولیس کے سپیشل پروٹیکشن یونٹ میں 1050 اسامیوں کی creation کی گئی ہے۔ یہ creation ایسے لوگوں کو security مہیا کرنے کے لئے کی گئی ہے جو کہ high risk پر ہیں۔ کیا اس ضمنی بجٹ کے دوران کچھ ایسے لوگ پاکستان میں آ گئے ہیں جو کہ high risk پر ہیں اور کیا اس سے پہلے یہ لوگ پاکستان میں نہیں تھے؟ اگر چائینیز، UAE کے مہمانوں یا ترکش لوگوں کو یہ کوئی special protection دینا چاہتے تھے تو ان کے لئے بجٹ میں یہ اسامیاں create کر سکتے ہیں کیونکہ یہ منصوبے تو پہلے سے چل رہے تھے۔ اس کو ضمنی بجٹ میں ڈالنے کی ضرورت نہیں تھی۔

جناب سپیکر! Introduction of Traffic Warden System in entire Province کے لئے بھی ضمنی بجٹ میں خطیر رقم رکھی گئی ہے۔ ٹریفک تو آج بھی سڑکوں پر ہر وقت جام

رہتی ہے تو پھر Traffic Warden System introduce کر کے ضمنی بجٹ کی صورت میں ہم پر جو بوجھ ڈالا گیا اس کا کیا فائدہ ہوا ہے؟ میں نہیں سمجھتی کہ اس سسٹم کو introduce کرنے سے ٹریفک کی روانی میں کوئی بہتری آئی ہے۔

جناب سپیکر! ابھی میرے ایک بھائی نے Executive Jet Aircraft کا ذکر کیا جو کہ وزیر اعلیٰ کے لئے خریدا گیا ہے۔ میں اس کے کچھ اخراجات کی تفصیل آپ کو بتانا چاہوں گی۔ پہلے اس کی consultation services contract کے اُوپر ایک خطیر رقم خرچ کی گئی۔ اس کے بعد اس jet کو خریدنے کے لئے انٹرنیشنل اشتہارات دیئے گئے۔ Super Midsize Executive Jet Aircraft خریدنے کے لئے خلیج ٹائمز اینڈ فنانشل ٹائمز میں اشتہار چھپوایا گیا۔ مجھے بتائیں کہ انٹرنیشنل میڈیا میں اس کے لئے جو اشتہار دیئے گئے ہیں کیا پاکستانی عوام اس کا خرچہ بھی اُٹھائے گی؟ اس کے بعد اس طیارے کو inspection کے لئے جرمنی کی ایک کمپنی لے جایا گیا۔ وزیر اعلیٰ کا طیارہ تو inspection کے لئے جرمنی جاتا ہے اگر ہمارے ATRs کو بھی جرمنی بھیج دیتے تو شاید جنید جمشید اور ان کے ساتھ دوسرے مسافر آج زندہ ہوتے۔ ہم لوگ وزیر اعلیٰ کے اس طرح کے خرچے کیوں اُٹھائیں؟

جناب سپیکر! Forest والوں نے بھی بہت سارا بجٹ مانگا ہے اور ان کو دیا بھی گیا ہے۔ ہمارے پنجاب کی صورتحال یہ ہے کہ پنجاب میں 40352 hectors of forest land کو non-forest uses میں استعمال کیا جا رہا ہے۔ پاکستان deforestation کے حوالے سے اس وقت Asia میں highest rate پر ہے یعنی پاکستان میں 2.4 percent per annum کے حساب سے deforestation ہو رہی ہے اور صوبہ پنجاب اپنا forest cover loose کر رہا ہے۔ It is in alarming rate of 2900 hectors per annum. اس کے باوجود آپ ان کو ضمنی بجٹ میں رقوم دے رہے ہیں جبکہ ہمارے اصل issues تو address نہیں ہو رہے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بڑی مہربانی۔ جناب عبدالرؤف مغل!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! شکریہ۔ مجھے پتا ہے کہ بجٹ کے دوران پوائنٹ آف آرڈر نہیں لیا جا سکتا اس لئے آپ کا بے حد شکریہ۔ میں لاء منسٹر صاحب کی موجودگی کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے انتہائی افسوس کے ساتھ اپنی بات شروع کروں گی۔ چند روز قبل مجھے دوunknown نمبرز سے calls آئیں، اُن calls کا ٹائم بھی میرے پاس موجود ہے۔ پہلی کال 7:53 اور دوسری کال 8:46 منٹ پر آئی۔

جناب سپیکر! میں as usual, call back کرتی ہوں تو میں نے 8:48 پر پہلے نمبر پر call کی تو ایک صاحب نے فون اُٹھایا میں نے اُس سے پوچھا کہ بھائی! آپ کون بول رہے ہیں تو انہوں نے کہا کہ پہلے آپ بتائیں کہ آپ کون بول رہی ہیں؟ مجھے یہ سُن کر بڑی حیرت ہوئی تو میں نے کہا کہ بھائی! میرے نمبر پر آپ کی missed call آئی ہوئی ہے آپ بتائیں کہ آپ کون ہیں؟ تو انہوں نے تقریر شروع کر دی، انہوں نے کہا کہ میں المشہور گلو بٹ ہوں، آپ مجھے نہیں جانتی؟ مجھے تو پوری دنیا جانتی ہے میں تو جیل بھی کاٹ چکا ہوں اور پوری دنیا کے چینلز کے اوپر میری خبریں چل چکی ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے کہا، بھائی! آپ جو بھی ہیں آپ نے میرے نمبر پر کال کی ہے تو آپ کے موبائل میں میرا نمبر ہے تو آپ نے کال کی ہے اگر آپ کو کوئی کام ہے تو بتا دیں؟ اس پر فون بند ہو گیا۔ اب مجھے اندازہ نہیں تھا کہ دوسری missed call بھی اس کی ہے۔

جناب سپیکر! میں نے دوسرے نمبر پر call back کی تو اُس نے فون اُٹھایا تو کہتا ہے، "ہیلو" میں نے بھی "ہیلو" کہا۔ مجھے کہتا ہے کہ آپ نے پھر فون کر دیا۔ میں نے کہا یہ بھی آپ کا نمبر ہے؟ کہنے لگا اتنے مشہور آدمی کے نمبر آپ کے پاس ہیں، عجیب خاتون ہیں آپ۔ میں نے کہا بھائی! مجھے کیا پتا ہے کہ ایک unknown نمبر ہے اور اُس سے مجھے call آئی ہے۔

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ میرے لئے حیرت اور افسوس کی بات یہ ہے کہ یہ میرا تیسرا tenure ہے اور ہم جمہوریت کی رواداری اور پاسداری کی باتیں کرتے ہیں تو میرے نمبر پر اس طرح کی call کرنے کا مقصد کیا ہے؟ کیا ہمیں ڈرایا جا رہا ہے کہ "گلوں بٹوں سے ہم ڈریں۔" ہم اپنی سیاست چھوڑ دیں اور ہم یہاں ایوان کے اندر جو سچ کی بات کرتے ہیں وہ نہ کریں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ بات کو دوسری طرف نہ لے جائیں۔ آپ نے اگر کسی کو ring back کی ہے اور اُس نے آپ سے کوئی بات کی ہے تو اس میں کسی کا کیا قصور ہے؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ایوان میں بات کرنے کا میرا مقصد کوئی سیاسی نہیں ہے۔ میں وزیر قانون اور آپ کے نوٹس میں یہ بات صرف اس لئے لائی ہوں کہ کل کو اگر میرے ساتھ کوئی حادثہ ہوتا ہے تو اس کا مطلب کیا ہوگا؟

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، اُس نے آپ کو کوئی دھمکی دی ہے؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! دیکھیں، فون کرکے اپنا تعارف کرانے کا کیا مقصد ہوتا ہے؟ میں نے اُن سے اپنا تعارف نہیں کرایا، میں نے نہیں بتایا کہ میں کون ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! چلیں، آپ اس پر تحریک استحقاق دے دیں، اُس پر وہ نمبرز بھی دے دیں، ہم اس کو take up کرتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ چودھری محمد اشرف وڑائچ۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب وحید گل!

جناب وحید گل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! مجھے ایک ایسے مذاکرے میں جانے کا اتفاق ہوا جہاں پر بہت سارے مذاہب کے لوگ جمع تھے۔

(اذانِ ظہر)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، گل صاحب!

جناب وحید گل: جناب سپیکر! میں نے اُن کے آگے یہ سوال رکھا کہ کائنات کے اندر کہیں پر یہ تصور موجود ہے کہ اللہ کے سوا بھی کوئی ایسی ہستی موجود ہے جو چاند ستاروں، سورج اور کائنات کی ہر چیز کے اوپر قادر ہو؟ اگر اللہ کے سوا کسی اور کے پاس یہ طاقت ہوتی تو پھر شاید کائنات کا نظام نہ چل رہا ہوتا کیونکہ اللہ کی ذات ہی حقیقی ذات ہے، وہ رب العالمین ہے، وہ صرف رب المسلمین نہیں ہے۔ وہ چاند، سورج اور ستاروں کی روشنی اُس کو بھی عطا کرتا ہے جو اُس کو مانتا ہے، جو نہیں مانتا اُس کو بھی اس سے فیض یاب کرتا ہے۔ حضور نبی کریمؐ کی ذات بابرکت پر کروڑوں درُود و کروڑوں سلام۔

جناب سپیکر! ابھی میں سُن رہا تھا کہ ضمنی گرانٹ کی اُن مدات کے اوپر بھی حزب اختلاف کی طرف سے بڑے تیز جملوں کے ساتھ attack کیا جا رہا تھا جو مدات عوام کی بہتری کے لئے بھی تھیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ آج سے کچھ عرصہ پہلے پاکستان کے اندر کوئی انوسٹمنٹ تو درکنار، کوئی کرکٹ کھیلنے

نہیں آتا تھا، کوئی ہاکی کھیلنے نہیں آتا تھا تو آج اگر میرے قائدین میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کو یہ اعزاز جاتا ہے کہ انہوں نے پوری دنیا کے اندر اس ملک کو آج ایک پُر امن ملک منوا دیا ہے اسی وجہ سے آج چائنا اور ترکی سمیت پوری دنیا کے لوگ انوسٹمنٹ کرنے کے لئے آرہے ہیں اور اگر اُن کی حفاظت کے اوپر پیسے خرچ کئے جا رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کے اندر تو کوئی برائی نظر نہیں آنی چاہئے تھی اور آج یہاں پر گریٹر اقبال پارک کی بات کی گئی تو میں سمجھتا ہوں کہ معزز ممبران حزب اختلاف اور وہ ممبران اسمبلی آج تک گریٹر اقبال پارک کو دیکھنے نہیں گئے انہی بھی دعوت دینی چاہئے تا کہ وہ وہاں جا کر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے پاکستان کا گریٹر اقبال پارک لندن کے ہائیڈل پارک سے بھی زیادہ خوبصورت اور بہترین پارک بن چکا ہے۔

جناب سپیکر! میری ایک تجویز ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ میرے دل کی آواز اور خواہش ہے کہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ پنجاب کو ہر شعبے کے اندر ترقی دی جائے تو پھر معزز ممبران حزب اختلاف کے حلقوں میں بھی ترقیاتی فنڈز مہیا کئے جائیں تا کہ تمام حلقے پنجاب کی ترقی میں شامل ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: گل صاحب! معزز ممبران حزب اختلاف کو بھی ترقیاتی فنڈز مل رہے ہیں۔

جناب وحید گل: جناب سپیکر! صاف پانی کی سکیموں کا وزیر اعلیٰ پنجاب نے جس طرح جنوبی پنجاب سے آغاز کیا ہے اور اربوں روپیہ ان سکیموں پر خرچ کیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کو یہ اعزاز جاتا ہے کہ جس طرح سے جنوبی پنجاب کے سکولوں اور ہسپتالوں کے لئے کام کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! ہماری حکومت نے خواتین کے لئے بھی سکیمیں شروع کی ہیں۔ اس میں ضروری بات یہ ہے کہ محترمہ وزیر خزانہ یہاں بیٹھی ہوئی ہیں۔ میں یہ کہوں گا کہ ہمارے فنڈز جو ہمارے علاقوں میں خرچ ہوتے ہیں اور ان کے علاوہ سپلیمنٹری گرانٹ کا ذکر ہوا ہے۔ ان پر مانیٹرنگ کے لئے سپیشل کمیٹی بنائی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آصف محمود صاحب!

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ پرسوں رات کو سنگاپور پلازہ جو بنک روڈ GHQ سے چند قدم کے فاصلے پر ہے۔ راولپنڈی کے بہت زیادہ لوگ وہاں خریداری کے لئے جاتے ہیں اور رمضان کی وجہ سے آج کل بھی کافی رش ہوتا ہے۔ ہمارے علاقہ کا ملک وقاص نامی ایک نوجوان تھا جو اپنے حسن اخلاق کی وجہ سے اس علاقہ میں پسند کیا جاتا تھا۔ اس کی وہاں پر موبائل فون کی دکان بھی ہے اس کو نامعلوم افراد نے رش میں ہی سر پر گولی مار کر شہید کر دیا ہے۔ میں اس فورم پر یہ بات لاء منسٹر صاحب کے گوش گزار کرنا چاہوں گا کہ راولپنڈی کی بنک روڈ پر اگر کوئی شخص اسلحہ سے لیس ہو کر افطاری کے بعد خریداری کے وقت آئے اور کسی شخص کو قتل کر دے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کا توجہ دلاؤ نوٹس مجھے مل گیا ہے۔ میں نے اس کو allow کر دیا ہے۔ اس کا جواب آجائے گا تو لاء منسٹر صاحب اس کا جواب دے دیں گے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ میں آپ کی بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا ہے۔ میں بہت دنوں سے اس مسئلہ کو ایوان میں لانا چاہتی تھی۔

جناب سپیکر! کھاریاں میں فادر کالونی ہے جہاں پر تقریباً 1300 سے 1400 کرسچئن خاندان رہتے ہیں۔ وہاں کچھ بچے کرکٹ کھیل رہے تھے کہ پولیس کے چند لوگ آئے، انہوں نے ان بچوں کو مارنا شروع کر دیا اور کہا کہ تم جواء کھیل رہے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم کرکٹ کھیل رہے ہیں۔ پولیس والوں نے کہا کہ ہمیں اطلاع ملی ہے اور وہاں کا چیئرمین ملک اکرم اور احسان ڈار نے رپورٹ کی ہے کہ یہ بچے جواء کھیل رہے ہیں۔ ان بچوں کو پولیس والے جب مار رہے تھے تو بچوں کی مائیں وہاں آ گئیں اور وہاں کافی تکرار اور جھگڑا ہوا۔ اس کے بعد اسی دن 7:30 بجے پولیس کی پانچ تھانوں کی بھاری نفری اور پولیس آفیسرز وہاں آئے۔ انہوں نے اس بستی کے اوپر دھاوا بولا اور گھروں میں گھس کر عورتوں کی بے حرمتی کی اور ان پر تشدد کیا۔ اس کے بعد وہاں سے تیس پینتیس لوگوں کو پولیس اٹھا کر تھانہ بولیانہ

لے گئے۔ اس کی ایف آئی آر میں اٹھارہ لوگوں کے نام درج ہیں اور پچیس لوگوں کو نامعلوم کیا گیا ہے۔ محمود مسیح 60 سال کا ہے، حماد دسویں جماعت کا طالبعلم ہے اور آصف بے چارہ مزدور ہے جو کسی حمام میں کام کرتا ہے۔ ان پر دہشتگردی کے مقدمے بنا دیئے گئے ہیں اور 324، 353، 184، 148 اور 149 دفعات لگائی گئیں ہیں۔ انہوں نے محبوب مسیح پر فائرنگ کی جس سے اس بے چارے کی ٹانگ ٹوٹ گئی وہ ہسپتال میں ہے۔ وہاں بہت سے بچے اور خواتین بھی ہسپتالوں میں ہیں۔ ان کو بار بار تھانے بلایا جاتا ہے لیکن ایس پی صاحب ان کو بٹھا کر چھوڑتے ہیں۔ میری درخواست ہے کہ ان کی بات کو سنا جائے اور انصاف کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! محترمہ ابھی لاء منسٹر صاحب سے بھی ملی ہیں۔ محترمہ کل متعلقہ delegation اور ان کے جو priest ہیں انہیں ہمارے آفس میں بلا لیں۔ ہم ان کی بات سن کر اس مسئلہ کو فوری طور پر حل کرا دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ محترمہ! کل انہیں بلا لیں تاکہ یہ مسئلہ حل ہو۔ جی، محترمہ جوئیس روفن جولیس!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہاں پر محترمہ وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کو ضمنی بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد دیتی ہوں۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت women empowerment پر یقین رکھتی ہے اور خاتون وزیر خزانہ اس کا عملی ثبوت ہیں۔ میں محترمہ وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کو دوبارہ مبارکباد دیتی ہوں اور تمام خواتین کو بھی مبارکباد دیتی ہوں کہ یہاں پر جتنی بھی خواتین ہیں ان کو نشستیں دینا اور خاص طور پر اقلیتوں کی تین خواتین کو ایم پی اے منتخب کرنے پر میں اپنے وزیر اعلیٰ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ کا جو رویہ اقلیتوں کے ساتھ رہا ہے اور اگر ہم اس پر کوئی بحث بھی کرنا چاہیں یا ان کی کارکردگی بتانا چاہیں تو آج کا وقت بہت کم ہے۔ وزیر اعلیٰ نے اقلیتی امور کی وزارت کے لئے اس دفعہ ایک ارب 16 کروڑ روپے مختص کئے۔ انہوں نے ہمارے سب اقلیتی ممبران کو بلایا۔ ہم

نے ان سے یہ درخواست کی ہے کہ اس رقم کو2۔ارب کر دیا جائے۔انہوں نے ہماری درخواست کو سنا اور اقلیتوں کے فنڈز کو2۔ارب کر دیا۔

جناب سپیکر!میں یہاں پر دوسری بات یہ بتانا چاہتی ہوں کہ پنجاب انڈوومنٹ فنڈ سے چار سالوں میں 5 فیصد اقلیتیں مستفید ہوئی ہیں اور انجینئرنگ اور میڈیکل کی تعلیم جو ہمارے غریب مسیحی بچے حاصل نہیں کر سکتے تھے ان کے لئے بھی وزیراعلیٰ نے 5 فیصد کوٹا کے مطابق پانچ پانچ سال کے کورس کے وظائف دیئے ہیں تاکہ ان کا کورس مکمل ہو جائے۔

جناب سپیکر!اقلیتوں کے لئے قبرستانوں کی جگہ خریدنے کے لئے بھی انہوں نے فنڈ مختص کیا ہے۔ہم اب اقلیتوں کے قبرستانوں کے لئے اراضی خرید سکتے ہیں،وزیراعلیٰ نے اس کو معیار میں شامل کیا ہوا ہے اب ہم گلیاں،نالیاں اور کمیونٹی سنٹر بھی بنا سکتے ہیں۔ہمیں قبرستان کی اشد ضرورت ہے جو ختم ہو رہے ہیں اب ہم ان کے لئے زمین بھی خرید سکتے ہیں۔جہاں تک اقلیتوں کی وزارت کا تعلق ہے تو اس کا اپنا بھی ایجوکیشن کا فنڈ ہے جو 9th، میٹرک،ایف۔اے اور بی۔اے تک کو دیا جاتا ہے۔اس کے ساتھ ہی جو بچے apply کرتے ہیں ان کو یونیفارم،کتابوں اور ٹیوشن کے لئے وظائف دیئے جاتے ہیں۔ہمارے ایم پی ایز ہر سال ہر ضلع میں جا کر فنڈز تقسیم بھی کرتے ہیں۔ہم وزیراعلیٰ کے بے انتہا شکر گزار ہیں کہ پیپلز پارٹی نے ہمارے ادارے قومیائے تھے تو اس کے بعد اقلیتیں ایجوکیشن میں بہت پیچھے چلی گئی تھیں لیکن اس عرصہ میں اور tenure میں اقلیتوں کو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے فنڈز دیئے گئے ہیں۔اس کے علاوہ نہ صرف اقلیتوں کو ڈویلپمنٹ کے فنڈز دیئے گئے ہیں بلکہ اقلیتوں کے فنڈز میں بھی بتدریج اضافہ کیا جاتا رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ!آپ اپنی تقریر wind up کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر!دوسری بات جو میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ وزیراعلیٰ نے ہمیں میگا پراجیکٹس دیئے ان میگا پراجیکٹس میں تقریباً 10 کروڑ روپے کی لاگت سے اقلیتوں کے لئے auditoriums بنائے گئے۔اس کے علاوہ جہاں اقلیتوں کی بہت بڑی community تھی وہاں پر ہم نے ان کے لئے سیوریج اور سڑکیں بنائیں اور خاص طور پر

گوجرانوالہ میں فرانسیسہ آباد اور چاند کا قلعہ جو بڑی آبادیاں ہیں ان کے لئے سی ایم صاحب نے اب بھی 10 کروڑ روپے دیئے ہیں تو میں اپنی آبادی کی طرف سے بھی ان کی شکر گزار ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، ملک تیمور مسعود! آپ بات کریں۔

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرے سے پہلے بھی میرے معزز ممبران نے ضمنی بجٹ پر بحث کی ہے تو میں نے جس طرح بجٹ تقریر پر بحث کرتے ہوئے تاریخی بجٹ پیش کرنے پر محترمہ وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کی تھی اسی طرح میں ضمنی بجٹ کے حوالے سے بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ ایک تاریخی ضمنی بجٹ پیش کیا گیا جو کہ ایک کھرب 44۔ارب روپے مالیت کا ہے۔ یہ ضمنی بجٹ آپ کے unseen and unplanned expenses کے لئے ہوتا ہے اور ان اخراجات کے لئے جو کہ آپ توقع نہیں کر رہے ہوتے۔

جناب سپیکر! مجھے حیرت ہے کہ یہ حکومت مسلسل دس سال سے بجٹ پیش کر رہی ہے اور 1985 سے 2017 تک پنجاب میں مسلسل برسر اقتدار رہنے کے بعد حکمران جماعت جو کہ ایک تجربہ کار جماعت ہے اور بار بار یہ بات کہی گئی کہ ہم اس جماعت کے منسٹرز اور فنانس منسٹر پر مشتمل ایک تجربہ کار ٹیم لے کر آئیں گے اور ہم اپنے تجربے اور کارکردگی کی بنیاد پر اپنے عمل کے ساتھ grass roots level پر وہ تمام ثمرات عوام تک پہنچائیں گے جن کا ہم نے وعدہ کیا تھا۔

جناب سپیکر! مجھے بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس پانچ سالہ دور میں جب آخری سال یہ بجٹ پیش کیا جا رہا ہے تو مجھے وزیر اعلیٰ پنجاب کے اس پہلے سال کے بجٹ کے موقع پر جو تقریر کی گئی تھی جس میں انہوں نے اپنے واشگاف الفاظ میں کہا تھا کہ ہم اس صوبے میں سادگی کو اپنائیں گے۔

جناب سپیکر! میں یہ آپ کو on the record بات بتانا چاہتا ہوں کہ آج سے ایک سال پہلے بھی میں نے سماء ٹی وی کی خبر پر اور سی ایم آفس سے جاری کئے گئے اعلامیہ پر بات کی تھی کہ جس میں پنجاب حکومت کو سادگی اپنانے کے لئے کہا گیا تھا اور اس میں وہ تمام غیر ضروری اخراجات خواہ وہ بیرون ملک دوروں کے حوالے سے ہوں، خواہ وہ اخبار میں فرنٹ page پر پنجاب حکومت کی طرف سے دیئے گئے کروڑوں روپے کے اشتہارات ہوں، خواہ وہ تمام luxurious cars ہوں جو کہ اس پنجاب کی 10 کروڑ عوام کے منتخب نمائندے یا bureaucrats کو دی جاتی ہیں ان کے حوالے سے وزیر اعظم

سیکرٹریٹ کی طرف سے اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے کھلے لفظوں میں کہا گیا کہ ہم ان میں خاطر خواہ کمی کریں گے اور ان تمام غیر ضروری اخراجات کو کم کیا جائے گا لیکن آج افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے جس طریقے سے میرے سے پہلے میرے بھائی نے اس بات کا ذکر کیا کہ آج جب ضمنی بجٹ کی کتاب میں جنرل ایڈمنسٹریشن کی مد میں جب ہم اخراجات کو دیکھتے ہیں تو ہمیں ایک طویل ترین فہرست نظر آتی ہے۔ گڈ گورننس کے حوالے سے جو ایڈمنسٹریشن آپ کے ڈیپارٹمنٹس اور ان کی کارکردگی کو بہتر کرنے کے حوالے سے ہونی چاہئے تو آج ان ایڈمنسٹریشنز میں جب ہم کروڑوں روپے مالیت کی گاڑیاں دیکھتے ہیں جو کہ بیوروکریٹس، منسٹرز، چیف سیکرٹریز، پریس سیکرٹریز، انسپکشن ٹیم ممبران اور ان تمام ایسے لوگوں کے لئے جو عوام کے ٹیکس کے پیسے سے تنخواہ حاصل کر رہے ہیں ان کو اس قسم کی مراعات دی جاتی ہیں تو مجھے وزیر اعلیٰ پنجاب کے قول و فعل میں تضاد نظر آتا ہے۔ اس ضمنی بجٹ میں جب میں دیکھتا ہوں کہ:

> Purchase of twelve new Toyota Corolla GLI 1300cc cars for newly appointed Provincial Ministers, Advisers and Special Assistant to Chief Minister

جناب سپیکر! یہ سوا دو کروڑ روپے اس غریب عوام کی ٹیکس کی کمائی سے ان کی تنخواہیں دیتے ہیں اور جب غریب عوام اور سرکاری ملازم کو مراعات دینے کی باری آتی ہے تو اس وقت آپ کے قلم کی جنبش 10 فیصد سے اوپر نہیں جاتی۔ یہ غریب سرکاری ملازم جب 10 فیصد اضافے کے ساتھ اپنے بیوی اور بچوں کو پال سکتا ہے تو اس ملک میں رہنے والے وہ تمام بیوروکریٹس کیوں نہیں گزارا کر سکتے جو اس سے پہلے بھی عیاشیاں کر رہے تھے، جو اس سے پہلے بھی ائر کنڈیشن کمروں اور گاڑیوں میں عوام کی پانچ سالوں سے خدمت کر رہے ہیں وہ نظر آ رہی ہے۔ وزیر اعلیٰ کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے پرسنل آفس کے سٹاف کے لئے 29 کروڑ روپے جاری کرے۔

جناب سپیکر! میں جب دیکھتا ہوں کہ جب وزیر اعلیٰ کے پریس سیکرٹری کو 1300cc کی نئی گاڑی جس کی مالیت 18 لاکھ روپے ہے دی جاتی ہے تو وہ تو وزیر اعلیٰ کا اپنا سیکرٹری ہے اور جو 10 کروڑ عوام کے نمائندوں کی یہاں پر بات کرتا ہے، جو باہر میڈیا گرمی اور دھوپ میں کھڑا ہوا ہے وہ میڈیا

جب اس عوام کے نمائندوں کی بات اوپر تک پہنچتا ہے تو میں اور آپ اگر ان کو گاڑیاں نہیں دے سکتے تو کم از کم ایک ایک موٹر سائیکل تو ان کو دے دیں۔

جناب سپیکر !وزیر اعلیٰ کا سپیشل سیکرٹری اور پریس سیکرٹری اتنا ضروری ہو گیا کہ آپ کو ان کی کوریج کے لئے نئی گاڑیاں دینی پڑ رہی ہیں لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہم ان تمام غیر ضروری اخراجات کو ایک طرف رکھ کر آپ جرمنی میں جا کر وی آئی پی ایئر کرافٹ کی مد میں کروڑوں روپے وزیر اعلیٰ کے جہاز پر استعمال کر سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ ملک صاحب!

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! میں صرف دو منٹ اور لوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! آپ اپنی تقریر wind up کریں۔

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! میری باتیں شاید آپ کے کانوں کو اچھی نہ لگیں لیکن یہ وہ تلخ حقیقت ہے کہ اس ملک کی عوام اور پنجاب کی 10 کروڑ غریب عوام کا پیسا یہاں پر عیاشیوں اور اللے تللوں میں لگایا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! بہت شکریہ۔

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! ہم عوام کے پیسوں کی بات کرتے ہیں نہ کہ ہم اپنی ذات کی بات کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! بہت شکریہ۔ جی، محترمہ شُنیلا رُوت آپ اپنی بات کریں۔ ملک صاحب! آپ کی باتوں میں repetition ہو رہی ہے۔

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! میں بس بات کو ختم کرنے لگا ہوں۔ میں غیر ضروری اخراجات کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تمام باتیں جناب محمد شعیب صدیقی اپنی تقریر میں کر چکے ہیں۔

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! میں پولیس کے حوالے سے بات کروں گا کہ 90۔ ارب روپیہ آپ نے پچھلے سال بجٹ میں ان کے لئے رکھے اور ایک ارب 40 کروڑ روپے ضمنی بجٹ میں اضافی جاری کیا تو ان

پانچ سالوں میں لاءاینڈ آرڈر میں آپ نے کیا بہتری لائی ہے؟ آپ ڈولفن فورس کے لئے 300 موٹر سائیکلیں لے رہے ہیں جبکہ پچھلے دنوں اخبارات میں on the record یہ بات موجود ہے کہ ڈولفن فورس کے موٹر سائیکل proper shed نہ ہونے کی وجہ سے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! بہت شکریہ۔ جی، محترمہ شُنیلا رُوت! آپ اپنی بات کریں۔ محترمہ کوشش کیجئے گا کہ پہلی باتیں repeat نہ ہوں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں آج پنجاب ضمنی بجٹ کے general principles پر بات کروں گی، جو باتیں ہو چکی ہیں ان کو نہیں دھراؤں گی اور نہ ہی ان کی تفصیل میں جاؤں گی۔ Universal truth پر بات کروں گی۔ ضمنی بجٹ کا جو concept ہے it is a universal phenomena یہ ہر جگہ پر ہوتا ہے اور اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ Budgetary estimate میں پانچ فیصد تک variations ہوتی ہیں اس سے زیادہ نہیں یعنی پانچ فیصد بجٹ آگے پیچھے ہو سکتا ہے لیکن پنجاب حکومت کا ضمنی بجٹ ہمارے چھوٹے صوبوں کے بجٹ سے کہیں زیادہ ہے تو یہ بہت افسوس کی بات ہے۔ ہمارا 80 فیصد ضمنی بجٹ جو کہ ہم مانگ رہے ہیں جس پر ہمیں مہر لگانے کے لئے کہا جا رہا ہے۔

> It is related to payment of interest to Federal Government, various local banks, international lending agencies, Asian Development Bank and World Bank.

جناب سپیکر! یہ ان سے جو ہم نے loans لئے ہوئے ہیں ان کو واپس کرنے کے لئے ہم سے 80 فیصد ضمنی بجٹ مانگا جا رہا ہے۔ In fact گورنمنٹ جو فنڈز allocate کرتی ہے۔ ان کو میگا پراجیکٹس میں ٹرانسفر کر دیتی ہے۔ جو بجٹ ہیلتھ، ایجوکیشن، لاءاینڈ آرڈر اور پینے کے صاف پانی کے لئے reserve کیا گیا تھا اس کو ہم نے میٹرو بس اور اورنج ٹرین جیسے میگا پراجیکٹس میں منتقل کر دیا ہے اور اب ہم کو مزید ضمنی بجٹ چاہئے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ کس قسم کی گورننس ہے، Is it a good governance or a bad governance? اس حوالے سے میرے خیال میں فیصلہ آپ خود ہی کر لیں؟ Apart from one time Capital Cost جو ہم میگا پراجیکٹس پر کرتے ہیں یعنی بہت بڑی رقم میگا پراجیکٹس کے لئے خرچ کی جاتی ہے لیکن اس کی running and

operating cost اس سے بھی کہیں زیادہ ہوتی ہے۔اس کو compensate کرنے کے لئے ہم فیڈرل گورنمنٹ سے loans لے لیتے ہیں اور lending projects سے loan لے لیتے ہیں جس کے لئے ہمیں ضمنی گرانٹس چاہیئے ہوتی ہے۔

Huge amount of these supplementary grants are also related to district wise waste management companies.

جناب سپیکر! مجھے اس کی کوئی justification نظر نہیں آتی۔ مجھے نہیں سمجھ آتی کہ آپ اتنی بڑی رقم district waste management companies کو کیوں دیتے ہیں اور اس کی کیا justification ہے جبکہ گورنمنٹ کا یہ بہت بڑا claim ہے کہ ویسٹ مینجمنٹ لوکل گورنمنٹ کا کام ہے لیکن پھر بھی ہمیں اتنی بڑی رقم ضمنی بجٹ میں مختص کرنی پڑ رہی ہے؟

جناب سپیکر! صاف پینے کے پراجیکٹ پر huge cost آئی ہے جس کے لئے ضمنی بجٹ رکھ لیا ہے۔ ایک تو آپ نے بجٹ میگا پراجیکٹس میں شفٹ کر دیا اس لئے ضمنی بجٹ میں مزید بجٹ چاہیئے۔ 90 فیصد لوگ آج بھی پنجاب میں صاف پانی پینے سے محروم ہیں یعنی اُن کو clean drinking water دستیاب نہیں ہے جو میں سمجھتی ہوں کہ بڑے افسوس کی بات ہے۔ صاف پینے کے پانی کے پراجیکٹ کا انجام بھی سستی روٹی پراجیکٹ جیسا ہوگا۔ جیسے سستی روٹی پراجیکٹ بُری طرح ناکام ہوا اسی طرح صاف پانی پراجیکٹ بھی ناکام ہوگا۔ میں کہنا چاہتی ہوں کہ ضمنی گرانٹس کا جو بجٹ ہے یہ mismanagement of the Punjab Government reflect کرتا ہے۔

جناب سپیکر! اتنا بڑا ضمنی بجٹ اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ پنجاب گورنمنٹ کو مینجمنٹ کرنی نہیں آتی اور نہ ان کو اپنے پاس بجٹ کا استعمال کرنا آتا ہے۔ اگر اس بجٹ کو بھی صحیح طریقے سے استعمال کیا جائے تو میرے خیال میں بڑے اچھے طریقے سے استعمال ہو سکتا ہے۔ اس بجٹ کو ہم مسترد کرتے ہیں اور میں سمجھتی ہوں کہ ہماری فنانس منسٹر بڑی قابل احترام ہیں، She is professional اور خدا نے اُن کو بڑی صلاحیتیں دی ہوئی ہیں اس لئے ہم respect دیتے ہیں لیکن میں چاہوں گی کہ آپ ہمیں explain کریں اور کوئی rationale دیں کہ اتنا بڑا ضمنی بجٹ آپ کیوں مانگ رہی ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ

محترمہ شنیلا رُوت: جناب سپیکر! اس کو forecast کیوں نہیں کیا گیا اور پہلے کیوں نہیں دیکھا گیا اس لئے ہم اس ضمنی بجٹ کو مسترد کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آج ہم ضمنی بجٹ پر بات کر رہے ہیں جیسے ابھی میری بہن محترمہ شنیلا رُوت نے ایک universal بات کی کہ ضمنی بجٹ کیوں لایا جاتا ہے اور اس کی ضرورت کیوں پڑتی ہے؟ صوبہ پنجاب کے اندر اسمبلی کے ممبر ہونے کی حیثیت سے ہم اتنے سالوں میں یہ سمجھنے میں ناکام رہے جیسے گڈ گورننس کے دعویدار اپنے دعووں کو ثابت کرنے میں ناکام رہے۔ اتنے بڑے ضمنی بجٹ ایک کھرب 44۔ ارب 64 کروڑ 46 لاکھ 29 ہزار کی ضرورت ہمیں کیوں پڑی اور کون سی ایسی ہمیں آفت آئی کیونکہ ضمنی بجٹ ناگہانی صورت اور انتہائی اہم کام جسے حکومت کو فوری طور پر کرنے کی ضرورت پڑے اس کے لئے استعمال کیا جاتا ہے؟ یہاں پر حکمرانوں اور خادم اعلیٰ کہلوانے کے شوق میں جس طرح سے ضمنی بجٹ کا یہ تماشا ہر سال لگایا جاتا ہے میں اس کی بہت مخالف ہوں اور مخالفت کرتی ہوں کیونکہ میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے اس صوبے کے عوام کیا چاہتے ہیں؟

ہیں منتظر کبھی تو بدلے گا یہ نظام
تا عمر انتظار میں ہیں میرے وطن کے لوگ

جناب سپیکر! میرے وطن کے لوگ کیا چاہتے ہیں، ان کی ضروریات، priorities اور بنیادی سہولتیں کیا ہیں تو بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جب ہم سالانہ بجٹ لاتے ہیں تو اُس میں ہماری priorities کیا ہونی چاہئیں ان کا کچھ نہیں پتا؟ ہسپتالوں میں ادویات نہیں ہیں، ڈاکٹروں کی کمی ہے، نرسز و پیرامیڈیکل سٹاف کی کمی ہے، صاف پینے کا پانی نہیں ہے، 72 فیصد سکول صاف پانی سے محروم ہیں، 19 فیصد سکولوں میں ٹائلٹس نہیں ہیں، 18 فیصد سکولوں میں بجلی نہیں ہے اور 26 فیصد سکولوں میں اساتذہ کی کمی ہے۔

جناب سپیکر! اگر ہم ضمنی بجٹ کو اٹھا کر دیکھیں تو اس میں ناگہانی ہمیں کہاں محسوس ہوتی ہے جب ہم اپنے وزراء اور اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے ضمنی بجٹ استعمال کرتے ہیں؟ ہم ہسپتالوں کی ایمرجنسی کی تعمیرات کو روک کر میٹرو لائن کے اندر اس بجٹ کو استعمال کرتے ہیں۔ انتہائی افسوس

کے ساتھ ہم بار بار اس ایوان کے اندر یہ بات کرتے ہیں کہ خدارا ہمارے عوام کی بنیادی ضروریات، صحت کی سہولیات کو سمجھیں اور جو نظام تعلیم ہونا چاہئے اس کی طرف دھیان دیں۔ یہ گڈ گورننس کے دعویدار یہ تو کہتے ہیں کہ اگر چھ مہینے میں بجلی کی لوڈشیڈنگ کا خاتمہ نہیں کیا تو میرا نام بدل دیں اور جب نام بدلا جاتا ہے تب ایوان میں بہت شور شرابے ہوتے ہیں لیکن جب ان کی کمیاں اور خامیاں ان کو بتائی جاتی ہیں تب سب خاموش تماشائی بن کر اپنا حکومتی کردار ادا کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! وہ یہ نہیں دیکھتے کہ اس صوبے کے عوام نے ان کو ایوان میں کس لئے بھیجا ہے، کیا اس لئے بھیجا ہے کہ ہم یہاں آئیں اور صرف اور صرف خانہ پُری کریں، کیا ہم اپنے خدا کو جوابدہ نہیں ہیں اور کیا ہمیں وہ دن یاد نہیں جب ہم نے اپنے اللہ کے حضور پیش ہونا ہے؟ اگر ضمنی بجٹ میں دیکھا جائے تو ایس اینڈ جی اے ڈی کے اوپر بڑی رقم خرچ کر دی جاتی ہے۔ افسران کے گھروں کی تزئین و آرائش کے لئے کروڑوں روپے ضمنی بجٹ کے اندر خرچ کر دیئے جاتے ہیں اور ان کی اچھی گاڑیوں کے لئے بڑی رقم خرچ کی جاتی ہے لیکن جہاں پر ہم خواتین کی ترقی کی بات کرتے ہیں تو وہاں پر 85 کروڑ روپے میں سے 61 کروڑ روپے خرچ کر پاتے ہیں۔

جناب سپیکر! کیا یہ گڈ گورننس ہے اور کیا خادمِ اعلیٰ کا خواتین کی ترقی کا یہ نظریہ ہے؟ ہمارا صوبہ زرعی صوبہ ہے اور اگر ہم ایگریکلچر کے اندر دیکھیں تو 48۔ارب سے زائد رقم زراعت کے لئے رکھی گئی اور صرف 34۔ارب روپے اس پر خرچ کئے گئے ہیں یعنی یہ ان کی گڈ گورننس ہے۔ ضمنی بجٹ میں ہمارا جو دل کرتا ہے اس کے ذریعے اپنی مرضی سے کام کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح اگر میں ساہیوال کول پاور پراجیکٹ کی مثال دوں تو تین دفعہ اس کا افتتاح ہو چکا ہے اور کروڑوں روپیہ اس پر خرچ کیا جاتا ہے لیکن لوڈشیڈنگ ابھی تک ختم کرنے میں گڈ گورننس کے دعویدار ناکام رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ! Wind up کریں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! صاف پینے کے پانی کے لئے بجٹ میں 30۔ارب روپے رکھے گئے اور صرف 1.5۔ارب روپے خرچ کر پائے ہیں جبکہ ضمنی کی مد میں ایک بڑا بجٹ پھر استعمال کر رہے ہوتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! سپیشل ایجوکیشن میں معذور بچوں کے لئے 86 کروڑ روپے مختص کئے گئے اور صرف 37 کروڑ روپے خرچ کئے گئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! آج ضمنی بجٹ کے نام پر زبردستی مجبوری ظاہر کر کے ہم سے یہ بجٹ پاس کرانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ آصف صاحب! کوشش کیجئے گا کہ کوئی بات repeat نہ ہو۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! مجھے پتا ہے کہ آپ نے میچ دیکھنا ہے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ! تشریف رکھیں۔ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! خیبر پختونخوا میں ڈاکٹروں کے ساتھ تشدد ہوا ہے اور لاٹھی چارج کیا گیا ہے جس پر ہم احتجاج ریکارڈ کراتے ہیں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! یہاں disturbance ہے اس لئے میں کیسے بات کروں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آصف محمود صاحب! آپ کا مائیک on ہے اس لئے آپ بات کریں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! خواتین بول رہی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آصف صاحب! میں آپ کی بات سن رہا ہوں آپ بات کریں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! مجھے بات کرنا مناسب نہیں لگتا کہ جب خواتین بات کر رہی ہوں تو اخلاقی طور پر یہ اچھا نہیں لگتا۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! پشاور میں ڈاکٹروں کے ساتھ جو سلوک کیا گیا تو کیا وہ انسان نہیں ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ میں نے floor انہیں دیا ہوا ہے تو آپ کیوں ایسے ہی شروع ہو گئی ہیں؟ یہ کوئی بات ہے، یہ کوئی طریقہ نہیں ہے؟ آپ تشریف رکھیں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ ضمنی بجٹ ایک کھرب 68 کروڑ 19 لاکھ 5 ہزار روپے کا ہے۔ جس طرح محترمہ شُنیلا رُوت اور almost اس ضمنی بجٹ کو بڑا detailed میں میرے colleague جناب محمد شعیب صدیقی نے already اس ایوان کے اندر یہ بات کی۔ جس طرح آپ کا حکم ہے کہ repetition میں نہیں جانا تو مجھے اندازہ ہے کہ اڑھائی بجے کرکٹ میچ بھی ہے لہٰذا میرا خیال ہے کہ شاید اسی لئے جلدی جلدی ایوان کو wind up کرنے کا سلسلہ چل رہا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، آصف صاحب! یہ ایوان زیادہ important ہے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! exactly میں بھی یہی کہنا چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر! یہ جو تھوڑے سے ممبر ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں تو ان میں سے جو بات کرنا چاہ رہے ہیں ان کا وقت مہربانی کر کے تھوڑا سا بڑھا دیا جائے کیونکہ یہ بحث زیادہ اہم ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ لوگوں کو میں maximum time دے رہا ہوں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! پانچ منٹ کوئی maximum time تو نہیں ہوتا؟

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، آپ بات کریں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! وزیراعلیٰ کی ہر speech کے اندر almost میں نے ایک "بھاشن" سنا کہ ممبران اسمبلی اور وزراء سادگی اپنائیں گے اور حکومت پنجاب سادگی کو اپنائے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح معزز ممبر ملک تیمور مسعود کہہ رہے تھے کہ ان کے قول و فعل میں ایک بڑا تضاد پایا جاتا ہے۔ ممبران اسمبلی جو کہ عوامی نمائندے ہیں اور عوام کے حالات آپ دیکھ لیں۔ پہلے ان کے حالات دیکھ لیں جن کے یہ نمائندے ہیں کہ ان میں سے 70 سے 80 فیصد لوگوں کو بنیادی سہولیات میسر نہیں ہیں اور ان کے منتخب کئے نمائندے جو یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں، جو میڈیا کی نظر میں یا عام

publically perceptionحلقوں کے اندر یہ ہوتی ہے کہ پتا نہیں کتنی شاہانہ قسم کی زندگی گزار رہے ہیں۔

جناب سپیکر! جب میرے حلقے سے ایک دوست نے مجھ پر بڑا زور دیا کہ ایم پی اے ہاسٹل میں آپ کے کمرے میں رہنا ہے۔ چونکہ میں نے کمرہ لیا نہیں تھا تو میں نے اپنے ایک دوست سے request کی جس پر انہوں نے کمرہ دے دیا۔ جب وہ اس کمرے میں رہا تو رات کو 2:00 بجے مجھے فون کیا کہ اچھا! ایم پی ایز اس کمرے میں رہتے ہیں تو جو یہ perception ممبران اسمبلی کا لوگوں کے اندر ہے وہ بڑا over ہے۔ جو بیوروکریٹس اور جو سیکرٹری صاحبان ہیں، وہ آپ کے وزیراعلیٰ کے بھی محبوب نظر ہیں۔ آپ ان کی رہائش گاہیں دیکھ لیں، ان کی گاڑیاں دیکھ لیں، ان کی تنخواہ دیکھ لیں اور ان کا طرز زندگی دیکھ لیں تو اس کی ساری کہانی آپ کے سامنے آجائے گی۔

جناب سپیکر! میں نے پچھلے دنوں ایک قرارداد جمع کروائی کہ جس طرح ہم سیاستدانوں کے اثاثے website پر declare ہوتے ہیں اور پبلک ہوتے ہیں تو پنجاب کے جتنے gazetted officers ہیں ان کے assets اور ان کی family کے assets بھی websites پر declared ہونے چاہئیں جس طرح ممبران اسمبلی یا سیاستدانوں کے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے وہ قرارداد تین دفعہ جمع کروائی کیونکہ اس ملک کا اصل مسئلہ کرپشن ہے جو آپ کے ضمنی بجٹ کے اندر بھی نظر آرہا ہے کہ 55 لاکھ روپے کی خواجہ عمران نذیر نے گاڑی لی ہے۔ وہ یہاں پر موجود نہیں ورنہ میں ان سے مٹھائی کھاتا۔ یہ کون سی گاڑی انہوں نے 55 لاکھ روپے کی لی ہے؟

جناب سپیکر! وزیراعلیٰ سادگی کے درس دیتے ہیں تو ان کے پروٹوکول کے اندر کوئی کرولا گاڑی بھی چل سکتی ہے؟ کیا وجہ ہے کہ مرسڈیز گاڑی سے نیچے ان کا پروٹوکول نہیں ہے؟ یہ سادگی کے درس دیتے ہیں اور ایک ہی dress کے اندر normally پائے جاتے ہیں۔ میں حیران ہوں کہ ایک کھرب روپے سے زائد کی رقم، اللہ معاف کرے کہ نہ تو اس ملک یا صوبے کے اندر کوئی ہنگامی صورتحال آئی اور نہ کوئی ایسا حادثہ ہوا کہ جس سے اندازہ ہو کہ ان کے مقررہ اہداف سے all of sudden اتنا بڑا فرق آ گیا۔ اس طرح کا تو کوئی بھی معاملہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں کل ٹی وی کے اندر سن رہا تھا کہ محکمہ موسمیات نے کہا ہے کہ پنجاب کے اندر دوبارہ پھر سیلاب کا اندیشہ ہے تو میرے ذہن میں پہلا image یہ آیا کہ بجائے اس کے کہ ہم کوئی ایسی پالیسی بنائیں کہ ان کو وقت سے پہلے ان issues کا تدارک کر سکیں۔ میرے ذہن میں immediate بات یہ آئی کہ اب وزیر اعلیٰ کو بوٹ اور ہیٹ نئی لینی پڑے گی کیونکہ پچھلے سال والی پرانی ہو گئی ہو گی کیونکہ پانی میں جا کر کھڑا ہونا پڑے گا۔ یہ ہماری گڈ گورننس ہوتی ہے کہ جب معاملہ ہو جاتا ہے تو نوٹس لینے کے لئے ہم پہنچ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! اس افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہم نہ تو کوئی ادارہ بناتے ہیں بشمول اس پارلیمنٹ کے نہ تو ہم کسی ادارے پر rely کرتے ہیں اور اس کا اندازہ پچھلے چار سالوں میں وزیر اعلیٰ کا اس ایوان کے اندر آنا آپ کو یہ بتا سکتا ہے۔ آپ نے جس طرح میری گفتگو کے شروع میں کہا کہ یہ ایوان سب سے important ہے لیکن آپ کے وزیر اعلیٰ کے لئے اگر یہ ایوان important ہوتا تو اس ایوان کے اندر پچھلے چار سالوں میں آ کر بیٹھتے، اپنے عوامی نمائندوں کی بات سنتے اور ان کے مسائل priorities کے اوپر سنتے۔ ظاہر ہے کہ یہ پبلک کے representatives ہیں لیکن ان کی بجائے جو پبلک کے servants ہیں، ان کے ساتھ جب بیٹھیں گے تو جمہوریت کو اس سے فروغ حاصل نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر! میں ایک اہم issue جو اس حکومت سے neglect ہو رہا ہے کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارے نوجوانوں کے کھیلنے کے لئے کوئی گراؤنڈز موجود نہیں ہیں۔ اس حکومت نے مہربانی کر کے 2۔ارب روپے رکھا تھا جس میں سے بھی صرف 2۔ارب روپے خرچ کیا۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ایک تحریک چلانی چاہئے کہ " کھیل کے میدان دیں یا رائے ونڈ کے لان دیں۔" اگر آپ ان کو کھیل کے میدان ادھر نہیں دے سکتے تو رائیونڈ کے اندر جو میدان اور لان ہیں وہ دے دیں کیونکہ آپ کے بچے اور آپ کی families تو ان کے اندر شاہانہ زندگیاں گزارتی ہیں تو نوجوانوں کے کھیلنے کے لئے کوئی گراؤنڈز ہیں نہیں۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"بنی گالہ میں گراؤنڈ بنائیں" کی آوازیں)

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! ابھی تو میں نے بات شروع کی تھی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آصف صاحب! مجھے لگتا ہے کہ آپ میچ کے بہت زیادہ شوقین ہیں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں بالکل شوقین ہوں لیکن اس سے زیادہ اہم بات جو میں اس ایوان میں کرنا چاہ رہا ہوں لیکن آپ مجھے نہیں کرنے دے رہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں میچ پر compromise کر سکتا ہوں لیکن آپ جتنی دیر مجھے کہیں گے میں کھڑا ہو کر بات کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ، آصف صاحب! مجھے مختلف صوبوں میں جانے کا اتفاق ہوتا رہتا ہے۔ یہ میں کسی حکومت کی side نہیں لے رہا بلکہ میں آپ کو یہ بتانا چاہ رہا ہوں کہ میں جس بھی صوبے میں گیا ہوں، اپنے colleagues سے مل کر، میں 1300 سی سی گاڑی کرولا میں پھرتا ہوں اور خیبر پختونخوا، بلوچستان اور سندھ کے ڈپٹی سپیکر صاحبان کے پاس میرے خیال میں بلٹ پروف لینڈ کروزرز موجود ہیں۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"وہ گاڑیاں ان کی ذاتی ہیں اور حکومت کے پیسوں سے نہیں لی ہوئی" کی آوازیں)

گزارش یہ ہے کہ میرے اپنے colleagues دوست ہیں ہمارے خواجہ صاحب کے پاس 1300 سی سی کرولا ہے اور کے پی کے اور دوسروں صوبوں میں ان کے ساتھ کے وزراء ہیں، میں آپ کو دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ ان لوگوں کے پاس 1300 سی سی نہیں بلکہ کم از کم ان کے پاس مرسڈیز گاڑیاں اور بلٹ پروف گاڑیاں ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"خیبر پختونخوا کو یہاں پر discuss نہ کیا جائے" کی آوازیں)

نہیں، حکومت کے پیسوں کی ہیں۔ میں نے ایک صوبے کے منسٹر کے پاس Bullet Proof Range Rover دیکھی ہیں جن پر green number plates لگی ہوئی ہیں۔ صوبے کا میں نام نہیں لیتا لیکن Bullet Proof Range Rover گاڑیاں دیکھی ہیں اور مجھے 600 کلومیٹر کا سفر 1300 سی سی گاڑی پر کرنا پڑتا ہے۔(شور و غل)

جناب قائم مقام سپیکر: رانا جمیل حسن صاحب!

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں چیلنج کرتا ہوں کہ خیبر پختونخوا کے ڈپٹی سپیکر کے پاس کرولا گاڑی ہے---

وزیر اوقاف و مذہبی امور (سید زعیم حسین قادری): جناب سپیکر! عمران خان نے دس دن میں نتھیا گلی میں 12 کروڑ روپے خرچ کر دیئے ہیں---

جناب قائم مقام سپیکر: معزز ممبران تشریف رکھیں اور میں نے floor جمیل صاحب کو دیا ہے۔ No, No ممبران تشریف رکھیں۔(شور و غل)

جناب جمیل حسن خان: جناب سپیکر! گزارش کی جاتی ہے کہ یہ لوگ بات کرتے ہیں کہ ہم civilized ہیں لیکن یہ لوگ عورتوں کا ناچ اپنے جلسوں میں کروانے والے ہیں اور یہ بدترین لوگ ہمیں سبق دیتے ہیں۔ یہ اس لئے آتے ہیں کہ اس ایوان میں سیٹیاں بجائیں۔[********]

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنی نشستوں پر احتجاجاً کھڑے ہو گئے)

جناب قائم مقام سپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

جناب جمیل حسن خان: جناب سپیکر! [********] ان کو سبق دیا جائے اور انہیں بتایا جائے---

جناب قائم مقام سپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

جناب جمیل حسن خان: جناب سپیکر! میں اس بات کو condemn کرتا ہوں۔[********]

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ نہیں۔ رانا صاحب! اپ ضمنی بجٹ پر بات کریں، کسی کی ذات پر بات نہ کریں، رانا صاحب! اپنے الفاظ کو کنٹرول کریں۔ یہ الفاظ جو انہوں نے کہے ہیں ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔ رانا صاحب! آپ کسی کی ذات پر بات نہ کریں، آپ کا بہت شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، next محترمہ ثریا نسیم!۔۔۔ موجود نہیں ہیں؟ جی، چودھری علی اصغر منڈا!

جناب جمیل حسن خان: جناب سپیکر! میں محترمہ وزیر خزانہ کو appreciate کرتا ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔ جی، چودھری علی اصغر منڈا!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ آپ نے مجھے ضمنی بجٹ پر بحث میں حصہ لینے کا موقع دیا۔ میں اس موقع پر سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب، محترمہ وزیر خزانہ پنجاب، محکمہ خزانہ اور محکمہ پی اینڈ ڈی کے افسران کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے دن رات محنت کر کے اپنے Chief Executive کی ہدایت کے مطابق اتنا متوازن اور عوام دوست بجٹ پنجاب کے معزز ایوان کے floor پر پیش کیا۔

جناب سپیکر! میں تنقید برائے تنقید یا جھوٹی تعریف کا بالکل قائل نہیں ہوں۔ پنجاب کی تاریخ کے اندر جو خادم اعلیٰ پنجاب کا دیہی روڈ پروگرام ہے میں چیلنج کے ساتھ یہ بات کرتا ہوں کہ اگر اتنا معیاری اور خوبصورت road network اس سے پہلے پورے پاکستان کے اندر کوئی صوبہ، کوئی پارٹی اور کوئی حکومت اگر لے کر آئی ہے تو میں اپنے خوبصورت منصوبے کے بارے میں بات کرنا چاہ رہا ہوں میں واپس لے لوں گا۔

جناب سپیکر! میں اب یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ خادم پنجاب روڈز پروگرام کے بجٹ میں مزید اضافہ کیا جائے، یہ اتنا اچھا پروگرام ہے، اس کے لئے پورا ایک میکانزم بنایا جائے تاکہ ان روڈز کی repair، ان کی maintenance آئندہ future میں اس کو مضبوط کیا جا سکے۔ اسی طرح جیسے ایجوکیشن کے اندر ہیلتھ کے اندر، پنجاب گورنمنٹ نے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی سربراہی میں اپنا کام شروع کیا ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی ناقدین بلاوجہ اس کی تنقید کرتے رہیں۔

دانش سکول کا قیام ایک تاریخی اور انقلابی قدم ہے اُن علاقوں کے لئے جہاں پر غریب والدین کے بچوں میں خدانخواستہ دین کے نام کو استعمال کرتے ہوئے لوگوں کو دہشت گرد بنایا جاتا تھا، اُن کے خلاف یہ ایک بہت بڑا پیغام ہے اور جن لوگوں کے پیٹ میں دانش سکول سے درد ہوتا ہے، اُن کو اللہ ہدایت دے میں تو یہی بات کر سکتا ہوں، اُس میں میری یہ ناقص تجویز ہو گی کہ اُس کا بھی کوئی ایسا میکانزم بنانا چاہئے کہ کوئی عوام دشمن خدانخواستہ کوئی ایسا بندہ جو بیرون ملک سے کوئی ایجنڈا لے کر آئے وہ ان اداروں کو اگر خراب کرنے کی کوشش کرے تو وہ ناکام ہو، اُس کو منہ کی کھانا پڑے، ہم اُس کے future کا، اُس کی funding کا، اُس کی monitoring کا ایسا سسٹم بنائیں جو عوامی امنگوں کا ترجمان ہو، پنجاب کے اندر تعلیم کا جو خواب ہے اُس کو سہی شرمندہ تعبیر کرے۔

جناب سپیکر! اسی طرح ہیلتھ میں جو revamping اور restructuring ہو رہی ہے میں ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے منسٹرز اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی قیادت کو اس پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں میں اس پر یہ چیلنج کرتا ہوں کہ انشاءاللہ تعالیٰ خدا کے فضل سے 2018 کا الیکشن یہ بات ثابت کرے گا کہ ہماری گورنمنٹ نے ہیلتھ میں، ایجوکیشن میں اور خاص طور پر roads sector میں کتنا کام کیا ہے۔ ہم نے صرف ان ہی دو تین سیکٹرز میں کام نہیں کیا بلکہ زراعت کے اندر کسان package، کھادوں کی قیمتوں کو کم کرنا اور زرعی آلات کو آسان قسطوں پر زمیندار کو پہنچانا، اسی طرح لائیو سٹاک کے اندر انقلابی اقدامات، اریگیشن کے اندر concrete lining اور آخری ٹیل تک پانی پہنچانا۔

جناب سپیکر! یہ ہماری حکومت کا ایجنڈا ہے۔ اسی طرح توانائی کے بحران کو ختم کرنے کے لئے ہماری قیادت نے جو حصہ ڈالا ہے اس کی مثال اگر ناقدین کے پاس ایک بھی ہے تو یہ ہمیں بتا دیں۔ کراچی والے، سندھ والے اور خیبر پختونخوا والے بتادیں کہ کیا انہوں نے ایک بھی نیا یونٹ generate کرنے کے لئے کوئی کام کیا ہے؟ ان کی صرف باتیں، کھوکھلے نعرے، دھرنے، ہڑتال اور جلاؤ گھراؤ ہے اس کے علاوہ انہوں نے کیا کیا ہے؟ ہماری قیادت نے، ہماری حکومت نے اس ملک کو خوشحالی کے راستے پر ڈال دیا ہے۔ ہم تعلیمی انقلاب لا رہے ہیں، زراعت کا انقلاب لا رہے ہیں، توانائی کے بحران کو ختم کرنے کے لئے اپنا خون پسینہ ایک کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ حسینہ بیگم!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری کچھ تجاویز ہیں وہ میں دے دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ تحریری طور پر دے دیں۔ جی، میاں صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں تو نیچے نماز کے لئے گیا تھا لیکن یہاں پر جو کچھ ہوا وہ میرے colleagues نے مجھے بتایا ہے۔ انتہائی قابل افسوس بات ہے کہ ایک ممبر اسمبلی نے یہاں پر جس انداز سے خواتین کے بارے میں بات کی اور جو لب و لہجہ اختیار کیا ہے وہ انتہائی قابل اعتراض ہے۔ ہلکی پھلکی تنقید ہوتی ہے، قیادت پر بھی تنقید ہوتی ہے، ہم بھی کرتے ہیں اور اُدھر سے بھی ہوتی ہے لیکن خواتین کے بارے میں اس طرح کی گھٹیا اور غلیظ زبان استعمال کرنا اس سے پہلے اس ایوان کے اندر کبھی نہیں ہوا۔ (شور وغل)

جناب سپیکر! مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے، یہ تنقید کریں، ہم بھی کرتے ہیں اور وہاں سے بھی ہوتی ہے۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! جب آپ موجود نہیں تھے میں نے الفاظ حذف کروا دیئے تھے، ان کا مائیک بھی بند کر دیا اور ان کی speech بھی روک دی ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! انہیں اس پر sorry کرنا چاہئے۔ وہ as a community ہیں وہ کیوں ٹارگٹ کرتے ہیں؟ انہوں نے جس انداز اور جس طریقے سے اس floor پر بات کی ہے انہیں شرم آنی چاہئے تھی۔ کیا اُن کی گھر میں کوئی ماں بہن نہیں ہے؟ خواتین کے بارے میں اس طرح کی بات کرنا، ہر شخص کی ماں بھی ہے، بہن بھی ہے اور بیٹی بھی ہے۔ ان کو یہاں بات کرتے ہوئے سوچنا چاہئے تھا اتنی غیر ذمہ داری کے ساتھ اس طرح خواتین کے اوپر رکیک حملے کرنا میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ہی قابل اعتراض بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! میں نے بالکل ایسا کیا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ ان کو مجبور کریں، انہیں نوٹس دیں کہ وہ ایوان میں آکر sorry کریں ورنہ ہم واک آؤٹ کر رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ حسینہ بیگم!

محترمہ حسینہ بیگم: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ میں اپنی دوست ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور ان کی ٹیم کو بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد دیتی ہوں۔ انہوں نے جس جرأت مندانہ طریقے سے ضمنی بجٹ پیش کیا میں ان کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔

کورم کی نشاندہی

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! لیڈر آف دی اپوزیشن نے مجھے کل کہا تھا کہ اب کورم point out نہیں کریں گے آپ سب کو speech کرنے کا موقع دیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ میرا right ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں آپ لیڈر آف دی اپوزیشن کی بات کے پابند نہیں ہیں۔ کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہٰذا گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے اجلاس کی کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جی، محترمہ حسینہ بیگم! آپ بات کریں۔

ضمنی بجٹ برائے سال 17-2016 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

محترمہ حسینہ بیگم: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں نے بجٹ میں حصہ لیا تھا لیکن مجھے بولنے کا موقع نہیں ملا تھا اب میں ضمنی بجٹ پر بات کر رہی ہوں۔ میں وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور ان کی ٹیم کو مبارکباد دیتی ہوں کہ انہوں نے اتنی جرأت کے ساتھ ضمنی بجٹ پیش کیا ہے۔ اپوزیشن والے سیٹیاں بجاتے ہیں، بجٹ کو پھاڑ کر پھینکتے ہیں یہ بتائیں کہ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ ہماری یونیورسٹی با پردہ بچیوں کے لئے ایک نعمت ہے اور ہماری پنجاب حکومت نے ان کے لئے ایک اچھا قدم اٹھایا ہے۔

جناب سپیکر! میں محترمہ وزیر خزانہ کو یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہماری اس یونیورسٹی کو آپ نے زیادہ سے زیادہ فنڈ دینا ہے اور ایم سی گرلز ہائی سکول میں ایک ہیڈ مسٹریس کی سیٹ خالی ہے، ایک ٹیچر کی سیٹ خالی ہے اور ایک چوکیدار نہیں ہے۔ ان خالی سیٹوں پر عملہ تعینات کیا جائے۔ خواتین سٹیڈیم کے لئے میں نے بہت جدوجہد اور محنت کر کے وزیر اعلیٰ سے بڑی مشکل سے ان کو منظور کرایا ہے۔ اس بجٹ میں زیادہ سے زیادہ فنڈ دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ یاد رہے کہ کل مورخہ 15-جون 2017 کو ضمنی مطالبہ زیر بحث اور رائے شماری ہو گی۔ Cut Motions کے ذریعے مطالبات زیر کارروائی سہ پہر 5:00 بجے تک جاری رہے گی باقی ماندہ مطالبات زیر کارروائی قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 144 سب کلاز 4 کے تحت گلوٹین کے اطلاق کے ذریعے براہ راست سوال کے ذریعے ہو گی۔ تمام معزز ممبران کے لئے اطلاع عرض ہے کہ کل اجلاس کے بعد محترمہ وزیر خزانہ کی جانب سے اسمبلی سیکرٹریٹ میں افطار ڈینر کا اہتمام کیا گیا ہے آپ سب کو شرکت کی دعوت دی جاتی ہے۔

جی، اب آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا۔ اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 15-جون 2017 دوپہر 2:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔